سلسلۃ الکتب (۲)

نماز تراویح صحیح اور ضعیف کے ترازو میں

تالیف:

ابو عائش جلال الدین بھرو

www.KitaboSunnat.com

نظر ثانی و تقریظ

الشیخ محمد رمضان بٹ البزلوی المدنی

الشیخ محمد رمضان زاہد المدنی

ڈاکٹر عبد الوحید شیخ المدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

-فہرست..2
تقریظ ۱ 7
تقریظ ۲ 9
تقریظ ۳ 10
مقدمہ..13
پہلا مبحث: قیام اللیل کی فضیلت..16.
۱. ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک..16
۲. یا أیہا المزمل قم اللیل إلا قلیلا..16
۳. ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا..16
۴. کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون..18
۵. والذین یبیتون لربھم سجدا وقیما..18
۶. تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا..18
۷. أمن ھو قانت أناء اللیل ساجدا وقائما..19
۸. لیسوا سواء من أھل الکتاب أمۃ قائمۃ..19

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۹. حدیث أبی هریرۃ 20

۱۰. حدیث أبی هریرۃ 20

۱۱. حدیث عائشۃ 20

۱۲. حدیث المغیرۃ 22

۱۳. حدیث أبی هریرۃ 22

۱۴. حدیث ربیعۃ بن کعب ....،.......... 22

۱۵. حدیث ابن عمر 24

۱۶. حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص 25

دوسرا مبحث: تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام 28

۱. پہلی بات 28

۲. دوسری بات 29

۳. تیسری بات 29

۴. امام بخاری کا عمل 30

۵. مشہور حنفی عالم علامہ محمد انور شاہ کشمیری 33

۶. شیخ عبدالحق حنفی دیوبندی 34

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۷. مولوی احمد رشید گنگوئی حنفی 35

تیسرا مبحث: آٹھ رکعت تراویح سنت ہونے کا بیان 36

دلیل نمبر ۱ 36

دلیل نمبر ۲ 38

دلیل نمبر ۳ 38

دلیل نمبر ۴ 41

دلیل نمبر ۵ 43

دلیل نمبر ۶ 44

دلیل نمبر ۷ 45

دلیل نمبر ۸ 45

چوتھا مبحث: بیس رکعت تراویح کی روایات انصاف کے ترازو میں 47

۱. حدیث ابن عباس 47

۲. یحیی بن سعید 49

۳. یزید بن رومان 51

۴. السائب بن یزید 52

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵.السائب بن یزید.. 55

۶.ابوالحسناء.. 57

۷.عبدالعزیز بن رفیع.. 59

۸.زید بن وہب.. 63

۹.الحارث الاعور.. 64

۱۰.حدیث عرباض بن ساریۃ.. 66

پانچواں مبحث: کیا تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے؟.. 70

چھٹا مبحث: علمائے احناف کی زبانی تراویح کی تعداد کا بیان.. 79

۱.امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید ابویوسف.. 79

۲.امام ابوحنیفہ کے تیسرے بڑے شاگرد محمد بن الحسن.. 79

۳.امام ابوجعفر طحاوی.. 80

۴.علامہ بدرالدین عینی حنفی.. 80

۵.زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم حنفی نعمانی.. 80

۶.علی بن محمد ملا قاری حنفی.. 81

۷.حسن بن عمار شرنبلالی حنفی.. 81

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸. عبید اللہ حنفی صاحب شرح الوقایۃ 81

۹. خلیل سہارنپوری دیوبندی حنفی 82

۱۰. مولوی ابوالسعود حنفی اور مولوی احمد حموی حنفی 82

۱۱. مولانا محمد انور شاہ کشمیری 82

۱۲. مولانا زکریا حنفی دیوبندی 83

۱۳. شیخ عبد الحق حنفی دیوبندی 83

۱۴. مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی 84

۱۵. علامہ حموی حنفی 85

۱۶. مولانا محمد احسن نانوتوی حنفی 85

۱۷. مولوی رشید احمد گنگوئی حنفی 85

۱۸. ابوالاعلی مودودی حنفی 85

۱۹. مولانا کفایت اللہ دیوبندی حنفی 86

۲۰. قاضی شمس الدین دیوبندی حنفی 86

۲۱. علامہ شامی حنفی 86

۲۲. مولانا احمد علی سہارنپوری حنفی 86

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۳.علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی.. 86

۲۴.نفحات رشیدیہ.. 87

۲۵.صاحب امداد الفتاح... 87

۲۶.علامہ نیموی حنفی.. 87

خاتمہ.. 89

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

آج تک تراویح کے موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے خاص کر اہل حدیث اور حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اہل علم کو اس موضوع سے کافی دلچسپی ہے.

فریقین کے کچھ سخت گیر موقف رکھنے والے لوگ اپنا مسلک صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنے مخالف پر ہر طرح کی علمی حدود پھلانک کر انتہائی نازیبا اسلوب اختیار کرتے ہیں جو کسی بھی اعتبار سے حوصلہ افزا قرار نہیں دیا جاسکتا، جبکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ دلائل کی بنیاد پر اپنی بات ثابت کر کے مخالف کو علمی انداز میں سمجھایا جائے اور مطمع نظر صرف احقاق حق ہو نہ کہ کسی خاص نظرئے کی بے جا تائید و حمایت. علمی بحث و مباحثہ میں اعتدال میں رہنا بہت ضروری ہے اور انصاف یہ ہے کہ انسان صحیح دلیل کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور اپنے موقف سے دستبردار ہونے میں اسے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہو.

تراویح کے موضوع پر یہ کتاب میرے عزیز شاگرد جلال الدین بھرو المدنی نے کافی عرق ریزی سے ترتیب دی ہے جس میں انہوں نے فریقین کے دلائل پر سیر حاصل بحث کی ہے.

بیس رکعت والی تمام دلائل کا تحقیقی جائزہ پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ بیس رکعت تراویح نہ کسی صحیح حدیث یا اثر سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی دور میں اس پر عمل رہا ہے، ہر دلیل کا انہوں نے ایک ہی انداز میں جواب دیا ہے جو قارئین کیلئے کافی مفید ہو گا کیونکہ بار بار دہرانے سے وہ انہیں ذہن نشین ہو جائے گا.

اگر موصوف اس تحقیقی نہج کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہے تو امید ہے کہ ہمیں مستقبل میں ایک اچھا مصنف دیکھنے کو ملے گا جو دوسروں کو اپنے علمی صلاحیتوں سے فیض یاب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اللہ انہیں علم اور حکمت کی دولت سے نوازے. آمین. وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ وأصحابہ اجمعین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالوحید شیخ المدنی

پروفیسر اسلامک یونیورسیٹی

اونتی پورہ پلوامہ کشمیر

17/11/2015 الموافق ۰۴/۰۲/۱۴۳۷ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

إن الحمدلله نحمده ونستعينه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأن محمدا عبده ورسوله. أما بعد:

"نماز تراویح صحیح اور ضعیف کے ترازو میں" نامی کتاب ایک تحقیقی وعلمی مقالہ ہے اسے جلال الدین بہر وحفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے، نماز تراویح صحیح اور ضعیف کے ترازو میں نام ہی میں اس بات کی دلیل ہیکہ فاضل قلمکار امت اجابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم- وفداہ روحی وأبي وأمی وأولادی - کے حقیقی اسوہ کی جانب رہنمائی کے علمبردار ہیں، باساختہ پانچ صد صحابہ سے ملاقات اور اڑتالیس صحابہ رضوان اللہ علیہم سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے جلیل القدر تابعی امام عامر بن شرحبیل الشعبی کا یہ قول نوک قلم پر آگیا "لواستقبلت من أمری مااستدبرت ماحدثت إلا وأجمع علیہ أھل الحدیث".

دوسری صدی ہجری کے عظیم امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا بدعتیوں کو سنتوں سے گرفت کرو. اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے صحیح حدیث وسنت پر توجیہ مستقل علم ہے.

اللہ تعالی اس نوجوان مؤلف کے علم واخلاص میں برکت عطا فرمائے. آمین. اور اس طرح کی کتابیں زیادہ سے زیادہ تالیف کرنے کی توفیق وہمت سے نوازے.

محمد رمضان زاہد المدنی

مدرس الکلیۃ السلفیۃ مومن آباد سرینگر.

1/10/۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵/۸/۲۶ء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين وبعد:

"نماز تراویح صحیح اور ضعیف کے ترازو میں" نامی کتاب عزیز گرامی جلال الدین بہرو نے منتشر مقامات سے کافی معلومات یکجا جمع کر کے تالیف کی ہے میں نے اس کتاب کو از اول تا آخر پڑھا بہت مفید پایا، موصوف نے قرآن وسنت کی روشنی میں اقوال سلف کی روشنی میں تراویح کے جملہ امور کو تحقیق و تجزیہ کیساتھ پیش کیا ہے اور ان تمام شبہات و اشکالات کا جواب بھی مدلل و مفصل انداز سے دیا ہے چونکہ تراویح کے مسئلہ پر بعض حضرات اتنا کچھ لکھ گئے ہیں وہ کافی وشافی تھا لیکن کیا کریں بعض دوسرے حضرات بھی تو ہیں جو تراویح کی ۲۰ رکعات کا جھگڑا لیکر ضعیف احادیث کا سہارا لئے ہوئے ہیں وہ تو کذب بیانی اور خیانت اور کتمان حق سے بھی گریز نہیں کرتے کبھی اجماع صحابہ، کبھی تعامل صحابہ اور کبھی خلفاء راشدین کی سنت اور کبھی ائمہ اربعہ کے فتاوی جتلا کر عوام الناس کو الجھانے کا اچھا مشغلہ انہوں نے شروع کر رکھا ہے اور اگر اس سے بھی بات نہ بنے تو آخر حرمین شریفین کا سہارا لیکر لوگوں کو قائل ومائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے. لہذا اس سلسلہ میں ضخیم ضخیم کتابیں لکھ کر لوگوں کو مرعوب اور پریشان کیا جاتا ہے حالانکہ اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کیا جائے "تو کھودا پہاڑ نکلا چوہا" کے مصداق ہوتی ہیں.

بہر حال عزیز گرامی نے ان تمام مباحث کو تحقیق و تجزیہ کیساتھ اس طرح پیش کیا ہے کہ جن کا خلاصہ یہ ہیکہ نہ تو تہجد اور تراویح میں کوئی فرق کسی صحیح حدیث سے یا صحابہ وائمہ سلف میں سے کسی کے قول سے ہی ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی ۲۰ رکعات کی تعداد احادیث صحیحہ مرفوعہ یا موقوفہ سے، نا ہی خلفاء راشدین کے تعامل سے اور نا ہی ائمہ اربعہ کے فتاوی سے ثابت ہوتی ہے بلکہ جتنے بھی دلائل اس سلسلہ میں پیش کیجاتی ہیں سب ضعیف، متکلم فیہ ہیں بلکہ الٹا علمائے احناف کے جو چوٹی کے علماء کہلاتے ہیں ان میں مؤلف نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ ۲۵، ۲۶ کا فتوی مع حوالہ نقل کیا ہے کہ وہ آٹھ رکعت کو ہی سنت صحیحہ سے اور خلفاء راشدین سے اور دیگر علماء سلف سے ثابت ہونے کے قائل ہیں یہ تو موصوف نے ایک معتدبہ تعداد ذکر کی ہے جبکہ ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے جنہوں نے صاف صاف اور واضح لکھا ہے کہ آٹھ رکعت سنت ماننے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں جیسا کہ اس پر حضرت عائشہ، ابن عباس، زید بن خالد جہنی، اور جابر بن عبداللہ کی احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں اور اسی طرح حضرت عمر اور حضرت علی کا آٹھ رکعت پڑھانے کا حکم دینا اور ابی بن کعب کا عہد نبوت میں آٹھ رکعات پڑھانا ثابت کرتا ہے کہ تراویح کی اصل تعداد اور سنت آٹھ رکعت ہی ہے. اور اجماع کے دعوی کی قلعی اسوقت کھل جاتی ہے جب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف علاقوں میں مختلف اماموں اور فقہاء وقت نے مختلف تعداد میں رمضان میں یہ نماز پڑھائی ہے جسکی تعداد ۸، ۱۶، ۲۰، ۲۴، ۲۸، ۳۲، ۳۶، ۳۸، ۴۰ کی صورت میں پائی جاتی ہے. اور یہ مختلف تعداد قراءت کے لمبا یا مختصر ہونیکی وجہ سے مختلف ہوا کرتی تھی. تو کیا اتنی مختلف تعداد ہوتے ہوئے بھی اجماع باقی رہ جاتا ہے اور اسطرح کا دعوی کرنا مبنی بر انصاف اور درست ہے. جبکہ وہ لوگ مختلف تعداد میں ان رکعتوں کو پڑھنے کے باوجود آٹھ رکعت کے سنت ہونے کے منکر نہ تھے بلکہ آٹھ کو سنت کے قائل تھے.

اب رہا مسئلہ حرمین شریفین کا کہ ان میں ۲۰ رکعات ہی تراویح ہوتی ہے تو کیا حرمین شریفین صرف ۲۰ رکعات تراویح کیلئے دلیل ہے اور دیگر مسائل کیلئے دلیل کی صلاحیت نہیں رکھتے تو کیا حرمین شریفین (۱) رفع الیدین، (۲) آمین بالجہر، (۳) اکہری اقامت (۴) سینہ پر ہاتھ باندھنا (۵) صفیں سیدھی کرنا جیسے مسائل کیلئے ثبوت ہونے کے لئے کافی نہیں ہیں اور ۲۰ رکعات تراویح ختم کرنے بعد حرمین شریفین میں جو وتر تین رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اس میں چار/ پانچ طرح کی مخالفت کرنا اور ان میں حرمین کا خیال نہ رکھنا اور اپنی من مانی کرنا کسی حدیث و تعامل یا اجماع اور سنت خلفاء سے ثابت ہے یہ مسائل اور اس طرح کے کتنے مسائل ہیں انہیں کس کھاتہ میں ڈالا جائیگا.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہر حال قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اس میں جمع شدہ معلومات سے استفادہ کریں اور حق کی معرفت حاصل کریں اور اس کو اپنے لئے صدقہ جاریہ بناتے ہوئے دوسروں تک بھی پہنچائیں تاکہ ہر کوئی حق کی پہچان سے بہرور ہوسکے.

اللہ سے دعاگو ہوں کہ وہ اس کتاب کو مؤلف/ناشر اور جملہ قارئین کیلئے نفع بخش اور سود مند بنائے اور سب کو اسے راہ ہدایت نصیب فرمائے. آمین.

والسلام

وکتبہ

محمد رمضان البرزلوی المدنی

مدرس الکلیۃ السلفیہ مومن آباد بٹہ مالو سرینگر کشمیر

تحریر ۲۰، ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۵، ستمبر ۲۰۱۵ء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا و سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادى له و أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده ورسوله.

(يآيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا و أنتم مسلمون)[1] (يا أيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيرا و نساء واتقوا الله الذى تساءلون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا)[2] (ياأيها الذين آمنوا اتقوا الله و قولوا قولا سديدا. يصلح لكم أعمالكم و يغفر لكم ذنوبكم و من يطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظيما)[3].

أما بعد: فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدى هدى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها، و كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار[4]. **وبعد:-**

اسلامی شریعت کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کو عبادات قرآن و حدیث اور فہم صحابہ کے مطابق ادا کرنا چاہئے تاکہ شرف قبولیت کا درجہ حاصل ہو سکے.

مگر آج کل کے اس ماڈرن دور میں جہاں مغربی تہذیب نے ہمارے معاملات پر غلبہ حاصل کیا ہوا ہے، وہیں ہماری عبادات میں بھی بعض نام نہاد یا ناداں اور نا فہم لوگوں نے ایسے بدعات و خرافات کو فروغ دیا ہیکہ عامۃ الناس بدعات کو سنت سے تعبیر کرتے ہوئے اسے عبادت کا جز سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ بعض

1- سورۃ آل عمران: آیت (102).

2- سورۃ النساء: آیت (ا).

3- سورۃ الأحزاب: آیت (70,71).

4- صحیح مسلم (876).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ بعض رسوم وبدعات دین کے بنیادی شعائر سمجھنے لگتے ہیں، ان ہی رسوم وبدعات میں نماز تراویح کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی برتاو کیا گیا، کہ نماز تراویح کے بعض حقائق چھپانے کی کوشش اور اسے عالمی سطح کا اختلاف سمجھتے ہوئے آٹھ رکعت ادا کرنے والوں کو ایک نیا فرقہ تصور کرنا اسی جہالت کی ایک کڑی ہے، اس شبہہ کو دور کرنے کیلئے راقم نے اس مسئلے کی حقیقت کو اجاگر کرنے کا عزم کیا ہے، اور مسلم معاشرے کو اس بات کا احساس دلانے کا ارادہ کیا کہ حق کی نشاندہی تعصب اور مسلکی بنیاد پر نہیں بلکہ سچائی کی بنیاد پر ہوتی ہے، کیونکہ سچ بولنا مومن کی علامت ہے، اور حق مومن کی گمشدہ چیز ہے، اسی رابطہ کو برقرار رکھنے کیلئے راقم نے تراویح کی رکعات کی تعداد کی احادیث اور اقوال ائمہ جمع کئے اور اسکا نام (نماز تراویح صحیح اور ضعیف کے ترازو میں) رکھا.

یہ کتاب درج ذیل مباحث پر مشتمل ہے

مقدمہ

پہلا مبحث: قیام اللیل کی فضیلت

دوسرا مبحث: تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دونام

تیسرا مبحث: آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ہی سنت نبوی ہے

چوتھا مبحث: بیس رکعت تراویح کی روایات انصاف کے ترازو میں

پانچواں مبحث: کیا تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے

چھٹا مبحث: علمائے احناف کی زبانی تراویح کی تعداد کا بیان

خاتمہ اور فہرست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ ان سطور کو میرے لئے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے، اور اسکے ذریعہ اپنے مومن بندوں کو نفع پہنچائے، اور میرے والدین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے جنہوں نے اس پُر فتن اور مادیت کے دور میں مجھے دینی علم حاصل کرنے کیلئے پہلے "المعہد العلمی مرکز تعلیم القرآن والسنۃ ناچلانہ بانہال" اور "الکلیۃ السلفیۃ" مومن آباد بٹہ مالو سرینگر کشمیر اور اس کے بعد اسلامک یونیورسیٹی مدینہ منورہ سعودی عرب بھیجا اللہ تعالی انکو اسکا اجر عظیم عطاء فرمائے. آمین.

اور ساتھ میں اُن اساتذہ کرام کو جزائے خیر دے جنہوں نے میری تربیت اور علمی پرورش میں معاونت کی، بالخصوص ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح فرما کر میری اس کوشش کو کامیاب بنانے کیلئے ہاتھ بٹایا. -

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد و على آله وصحبه و من تبع هداه أجمعين.

وکتبہ:

ابو عائش جلال الدین بھرو

متعلم اسلامک یونیورسیٹی مدینہ منورہ

1436/10/28ھ مطابق 2015/8/14ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث

قیام اللیل کی فضیلت کتاب وسنت کی روشنی میں:

قیام اللیل رات کی نماز کو کہا جاتا ہے، یعنی وہ نماز جو رات کے اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے، اسی نماز کو تہجد، تراویح، اور وتر بھی کہا جاتا ہے، وتر سب سے آخر میں پڑھی جاتی ہے، تہجد کی نماز جوف اللیل یعنی رات کے آخری دو تہائی میں پڑھی جاتی ہے یہی اس کیلئے موزوں ترین وقت ہے، کیونکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالی کی رحمت و مغفرت کا سمندر جوش مارتا رہتا ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے[1].

قیام اللیل میں مسلمانوں کے پیشوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ ——— إذا انشق معروف من الصبح ساطع"

یعنی ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جو صبح پو پھٹتے ہی کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں.

"یبیتُ یجافی جنبہ عن فراشہ ——— إذا استثقلت بالمشرکین المضاجع"

رات کو رسول اللہ کا پہلو بستر خوابگاہ سے الگ رہتا ہے جس وقت مشرکین کے ساتھ انکی خوابگاہیں بوجھل اور گراں بار ہوتی ہے.

"أرانا الھدی بعد العمی فقلوبنا ——— بہ مؤ قنات إنما قال واقع"[1].

ہم تو اندھے تھے انہوں نے ہی راستہ بتلادیا، بات یہ ہے کہ انکی بات یقینی طور پر دل میں جاگزیں ہوتی ہے انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا.

---

[1] ۔فتح الباری لابن حجر (251/4)، باب فضل قیام رمضان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تہجد رات کی نماز کو کہتے ہیں "ہاجد" سونے والے کو کہا جاتا ہے اور تہجد رات کی نماز کو کہا جاتا ہے، کلام عرب میں "ہاجد" کا اطلاق رات میں سونے والے پر اور "متہجد" کا اطلاق رات میں نماز کیلئے بیدار ہونے والے پر ہوتا ہے[2]. لہذا قیام اللیل اور صلوۃ اللیل کا معنی و مفہوم متعین ہوتا ہے اس سے مراد تراویح اور تہجد ہے.

قیام اللیل کی فضیلت قرآن کی روشنی میں:

قیام اللیل کی فضیلت قرآن کریم کی متعدد آیات سے ظاہر ہوتی ہے، مثلاً:

قولہ تعالی: [ومن اللیل فتهجد به نافلة لك][3]. اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کیجئے اور یہ زیادتی (رفع درجات میں) آپ کیلئے ہے.

٢ : [يأيها المزمل، قم الليل إلا قليلا ،نصفه أو انقص منه قليلا ، أو زد عليه و رتل القرآن ترتيلا][4]. اے کپڑے میں لپیٹنے والے، رات کے کچھ حصے میں قیام یعنی نماز تہجد پڑھو، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر لو، یا اس پر کچھ بڑھا دے، اور قرآن کو ترتیل سے پڑھا کر.

٣ : [ومن الليل فأسجد له و سبحه ليلا طويلا][5]. (اور رات کے وقت اسکے سامنے سجدے یعنی تہجد کی نماز پڑھا کر اور بہت رات تک اسکی تسبیح بیان کیا کرو) اور اسی طرح سے اللہ تعالی نے اس عبادت کی

---

1 - صحیح بخاری (1155)، مسند أحمد(15737) .

2 - مصباح اللغات ص(977).

3 - سورۃ الإسراء، آیت:(79).

4 - سورۃ المزمل، آیت:(1، 2، 3، 4).

5 - سورۃ الدھر، آیت:(26).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عظمت کو بیان کرتے ہوئے اپنے مومن بندوں کی شان میں انکے اوصاف کا کچھ اس طرح سے ذکر فرمایا ہے،ارشاد ربانی ہے۔

۴: [كانوا قليلا من الليل ما يهجعون، وبالأسحارهم يستغفرون][1]. وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے،اور سحری کے وقت استغفار کرتے تھے.اس آیت میں صحابہ کرام کی کیفیت بیان کی جارہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ساری رات سو کر غفلت اور عیش و عشرت میں نہیں گذارتے تھے،بلکہ رات کا کچھ حصہ اللہ کی یاد میں اور اسکی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے گذارتے تھے،اور خاص کر رات کا آخری حصہ یعنی سحری کا وقت اللہ کی یاد میں گذارتے تھے اور اللہ تعالی سے استغفار طلب کرتے تھے کیونکہ سحری کا وقت دعا کے قبول ہونے کے بہترین اوقات میں سے ہے، حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول : من يدعونى ، فأستجيب له من يسألنى فأعطيه، من يستغفرني فأغفر له"[2]. (جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے،تو اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ندا دیتے ہیں کہ کوئی پکارنے والا ہے کہ میں اسکی پکار کو قبول کرونگا؟،کوئی سائل ہے کہ میں اسکے سوال کو پورا کروں،کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں یہاں تک کہ طلوع فجر ہوتی).

۵ : [والذين يبيتون لربهم سجدا و قيما][3]. اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گذارتے ہیں.

---

1 ۔سورۃالذاریات،آیت:(17، 18).

2 ۔ صحیح بخاری(1145)، صحیح مسلم(758).

3 ۔سورالفرقان،آیت:(64).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۶ : [تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا][1] .اور انکی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، (یعنی رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں، توبہ واستغفار، تسبیح و تحمید اور دعا و الحاح وزاری کرتے ہیں) اور اپنے رب کو خوف اور اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں.

۷ : [أمن هو قانت أناء الليل ساجدا و قائما يحذر الآخرة و يرجو رحمة ربه][2]. بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجود اور قیام کی حالت میں (تہجد اور توبہ واستغفار میں) گذارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہو، مفہوم آیت کا اسطرح سے ہے کہ اللہ تعالی نے اس سے پہلی والی آیت میں کافر و مشرک کا حال بیان کیا کہ جب انکو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتے ہیں، پھر جب اللہ تعالی انکو اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے، تو پھر وہ اللہ تعالی کو بالکل بھول جاتے ہیں اور اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں، پھر اللہ تعالی نے مؤمن کا حال بیان کیا جو تنگی اور خوشی میں، رات کی گھڑیاں اللہ تعالی کے سامنے عاجزی وانکساری اور فرماں برداری کا اظہار کرتے ہوئے سجود و قیام میں گذارتا ہے اور آخرت کا خوف بھی اسکے دل میں ہے اور اللہ تعالی کی رحمت کا اُمیدوار بھی ہے، جو اصل ایمان ہے، کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں ہو سکتے ہیں.

۸ : [ليسوا سواء من أهل الكتاب أمة قائمة يتلون أيات الله أناء الليل و هم يسجدون][3]. اس آیت میں اللہ تعالی نے اہل کتاب کا حال بیان کیا ہے کہ "اہل کتاب سارے کے سارے یکساں نہیں بلکہ اہل کتاب میں ایک جماعت حق پر قائم رہنے والی بھی ہے جو رات کے اوقات میں بھی کلام اللہ کی تلاوت

---

[1] ۔سورۃ السجدۃ، آیت:(16).

[2] ۔سورۃ الزمر، آیت:(9).

[3] ۔سورۃ آل عمران، آیت:(113).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں، اس آیت میں بھی اللہ تعالی نے رات کی نماز (تہجد، تراویح) کی فضیلت بیان کی ہے کہ اہل کتاب میں سے بھی ایک جماعت رات کو نماز پڑھتی تھی.

قیام اللیل کی فضیلت حدیث کی روشنی میں:

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قیام اللیل کی فضیلت متعدد روایات سے ظاہر ہوتی ہے.

دلیل نمبرا : عن أبي هريرة رضى الله عنه قال : كان رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ يرغب في قيام رمضان من غير أن يأمرهم بعزيمة فيقول: "من قام رمضان إيمانا و إحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر على ذلک ثم كان الأمر على ذلک في خلافة أبي بكر و صدرا من خلافة عمر رضى الله عنهما على ذلک[1].حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے بغیر اسکے کہ تاکید سے حکم کریں اور فرماتے جو ماہ رمضان میں ایمان اور احتساب کے ساتھ نماز پڑھے تو اسکے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک معاملہ جوں کا توں رہا، پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنھما کے شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا.

اس حدیث سے قیام اللیل کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں قیام کرنے کی ترغیب دلاتے تھے اور یہ طریقہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما کے دور میں بھی رہا، اور قیام اللیل گناہوں کیلئے کفارہ کا سبب بھی بنتا ہے اگر ایمان اور احتساب کے ساتھ ہو.

---

[1] - صحیح بخاری (2009)، صحیح مسلم (759).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر۲ : عن أبي هريرة ۔ رضی اللہ عنہ ۔ قا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: " أفضل الصلاة بعد الفريضة قيام الليل "[1]. حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نماز کے بعد جو افضل نماز ہے وہ رات کی نماز ہے. اس حدیث سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ فرائض کے بعد سنن ونوافل کو چھوڑ کر رات کی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے.

دلیل نمبر۳ : عن عائشة ۔ رضی اللہ عنها ۔ "أن رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ خرج من جوف الليل فصلى في المسجد فصلى رجال بصلوته، فأصبح الناس يتحدثون بذلك فاجتمع أكثر منهم فصلوا معه، فأصبح الناس فتحدثوا فكثر أهل المسجد من الليلة الثالثة ، فخرج رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فصلى فصلوا بصلوته، فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن أهله حتى خرج بصلوة الصبح. فلما قضى الفجر أقبل على الناس ثم تشهد فقال : أما بعد فإنه لم يخف عليّ مكانكم، ولكني خشيت أن تفرض عليكم فتعجزوا عنها، فصلوا أيها الناس في بيوتكم "، وذلك في رمضان[2].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں ایک رات مسجد میں نماز پڑھی اور کچھ لوگوں نے آپ کے ساتھ اقتداء کی، صبح کو انہوں نے اور لوگوں سے ذکر کیا دوسری رات کو کچھ لوگ زیادہ جمع ہوے، اس رات کو بھی آپ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے ساتھ اقتداء کی، دوسری صبح کو ان لوگوں نے اور بھی چرچا کیا، تیسری رات کو اور بھی زیادہ جمع ہوئے، اس رات کو بھی آپ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے ساتھ اقتداء کی، چوتھی رات کو اس قدر لوگ جمع ہو گئے جن کی گنجائش مسجد میں نہیں رہی (اس رات کو آپ نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی) یہاں تک کہ صبح کی

---

1 ۔ صحیح مسلم (1163)، جامع الترمذی (438)، سنن نسائی (1613).

2 ۔ صحیح بخاری (924، 1129، 2012)، مسلم(761).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز کیلئے آپ باہر تشریف لائے اور نماز صبح پڑھانے کے بعد خطبہ پڑھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کا اس نماز کو جماعت سے پڑھنے کے شوق میں جمع ہونا مجھے معلوم ہے، لیکن میں نے جماعت کے ساتھ اسلئے نہیں پڑھی کہ مجھ کو اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں یہ نماز باجماعت تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اسے ادا نہ کر سکو.

اس حدیث سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رات بھی مسجد میں تشریف لاتے تو ممکن تھا کہ رات کی نماز (تہجد، یا تراویح) فرض ہو جاتی.

دلیل نمبر۴ : عن المغيرة رضى الله عنه يقول : إن كان النبى صلى الله عليه وسلم ليقوم أو ليصلى حتى ترم قدماه أو ساقاه فيقالله : فيقول: "أفلا أكون عبدا شكورا"[1]. حضرت مغیرة بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک یا پنڈلیوں پر ورم آجاتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے "کیا میں اللہ تعالی کا شکر گذار بندہ نہ بنوں".

اس حدیث سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز اتنی طویل پڑھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا.

دلیل نمبر۵ : عن أبى هريرة رضى الله عنه : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : "من قام رمضان إيمانا و إحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه"[2]. حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

---

1 - صحیح بخاری (1130) .

2 - صحیح بخاری (37، 2008، 2009)، صحیح مسلم(759) .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ جس نے ماہ رمضان کی راتوں کو ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا یعنی تراویح پڑھی تو اسکے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں.

اس حدیث سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ رات کی نماز پڑھنا پچھلے گناہوں کیلئے کفارہ بن جاتی ہے.

دلیل نمبر٦ : عن ربيعة بن كعب الأسلمى رضى الله عنه قال: كنت أبيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم : فآتيه بوضوئه و حاجته فقال لى: " سل " فقلت : أسئلك مرافقتك فى الجنة ، قال: "أو غير ذلك" قلت: هو ذاك، قال : " فأعنى على نفسك بكثرة السجود "[1]. حضرت ربیعہ بن کعب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وضوء اور حاجت کا پانی لایا کرتا ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مانگ کیا مانگنا ہے" میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور، میں نے عرض کیا بس یہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا تو کثرت سجود سے میری مدد کر" کثرت سجود سے مراد صلوۃ اللیل پر مداومت اختیار کرنا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے { أقم الصلوة طرفى النهار وزلفا من الليل إن الحسنات يذهبن السيئات][2]. اے پیغمبر آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے وقتوں میں نماز پڑھا کیجئے بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہے. حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "أن رجلا أصاب من إمرأة قبلة ، فأتى النبى صلى الله عليه وسلم، فأخبره، فأنزل الله عز و جل {أقم الصلوة طرفى النهار و زلفا من الليل إن الحسنات يذهبن السيئات} فقال

---

1 - صحیح مسلم (489)، سنن أبی داؤد (1320)، سنن نسائی (1138).

2 - سورۃ هود، آیت: (114).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الرجل یا رسول اللہ ألی ھذا؟ قال : لجمیع أمتی کلھم"[۱] . یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک شخص نے ایک انصاری عورت کا بوسہ لیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصور بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک آیت نازل کی کہ دن کے دونوں کناروں اور رات کی ساعتوں میں نماز پڑھا کرو اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، تو اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم میرے ہی لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے تمام لوگوں کیلئے یہ حکم ہے.

اس حدیث اور آیت سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ رات کی نماز پڑھنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں.

دلیل نمبر ۷ :عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: کان الرجل في حیاة النبي صلی الله علیه وسلم، إذا رأی رؤیا قصها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فتمنیت أن أری رؤیا ، فأقصها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، وکنت غلاما شابا ، وکنت أنام في المسجد علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فرأیت في النوم کأن ملکین أخذاني، فذهبا بي إلی النار، فإذا هي مطویة کطي البئر وإذا لها قرنان وإذا فیها أناس قد عرفتهم، فجعلت أقول: أعوذ بالله من النار، قال: فلقینا ملك آخر فقال لي: لم ترع، فقصصتها علی حفصة فقصتها حفصة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: " نعم الرجل عبد الله، لو کان یصلی من اللیل" فکان بعد لا ینام من اللیل إلا قلیلا"[۲]. حضرت عبداللہ بن بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کرتا تھا پس میں نے بھی یہ تمنا کی کہ میں بھی خواب دیکھوں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکو بیان کروں، اور میں ایک مجرد جوان تھا مسجد میں ہی سویا کرتا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے اور مجھکو پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے، کیا

---

[1] - صحیح بخاری (526)، صحیح مسلم (2763).

[2] - صحیح بخاری (1121، 1122)، صحیح مسلم (2479).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیکھتاہوں کہ کنویں کی طرح اسکی بندش ہے اس پر دو کونے بنے ہیں اس میں کچھ لوگ میری پہچان کے بھی ہیں، میں دوزخ سے اللہ تعالی کی پناہ مانگنے لگا، پھر ہم کو ایک اور فرشتہ ملا وہ کہنے لگا تو ڈر مت، پس میں نے یہ خواب اپنی بہن أم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا سے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ ابن عمر اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات کو تہجد پڑھتے، (راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سوتے تھے).

اس حدیث سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بعد صلوۃ اللیل پر مداومت اختیار کی اور اپنی حیات مبارکہ میں رات کی نماز (تہجد، تراویح) پڑھتے رہے اور رات کی نماز پڑھنا ایک اچھے اور صالح انسان کی علامت ہے.

نماز کا معجزہ یہ ہیکہ یہ تمام فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے، ارشاد ربانی ہے { أتل ما أوحی إلیک من الکتاب و أقم الصلوۃ إن الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ أکبر واللہ یعلم ما تصنعون }[1]. اے پیغمبر جو کچھ آپکی طرف کتاب میں سے وحی کیا جاتا ہے اسکی تلاوت کیجئے اور نماز کا پابند رہئے یقینا نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے بے شک اللہ تعالی کا ذکر بڑی چیز ہے تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ تعالی باخبر ہے. اس آیت سے بھی نماز پڑھنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ جو شخص نماز کا پابند رہیگا یقینا وہ بے حیائی اور برائی سے دور رہیگا، اور صلوۃ اللیل سے روحانی فوائد کے علاوہ جسمانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں، رات کی نماز اس وقت پڑھی جاتی ہے جب شکم پُر نہ ہو اور ایسی حالت میں قیام، رکوع، سجود، وغیرہ جسم کیلئے بہت بہترین ہوتا ہے. ارشاد ربانی ہے{ إن ناشئۃ اللیل ھی أشد وطأ و أقوم قیلا }[2]. بے شک رات کا اُٹھنا دل جمعی کیلئے انتہائی مناسب ہے اور بات کو بہت درست کرنے والا ہے. اسکا دوسرا مفہوم

---

[1] - سورۃ العنکبوت، آیت: (45).

[2] - سورۃ المزمل، آیت: (6).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیکہ رات کی تنہائیوں میں کان معانی قرآن کے فہم میں دل کے ساتھ زیادہ موافقت کرتے ہیں جو ایک نمازی تہجد میں پڑھتا ہے. تیسرا مفہوم ہیکہ دن کے مقابلے میں رات کو قرآن پڑھنا زیادہ واضح اور حضور قلب کیلئے زیادہ مؤثر رہتا ہے، اسلئے کہ اس وقت دوسری آوازیں خاموش ہوتی ہیں، اس وقت نمازی جو پڑھتا ہے وہ آوازوں کے شور اور دنیا کے ہنگاموں کی نذر نہیں ہوتا ہے بلکہ نمازی اس سے خوب محظوظ ہوتا ہے اور اسکی اَثر آفرینی کو محسوس کرتا ہے[1].

دلیل نمبر۸: عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ". أحب الصلوة إلى الله صلوة داوٗد، وكان ينام نصف الليل و يقوم ثلثه و ينام سدسه "[2].

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی کے پاس محبوب ترین نماز حضرت داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے، حضرت داوٗد علیہ السلام نصف رات سویا کرتے اور رات کے تیسرے حصے میں نماز (صلوۃ اللیل) پڑھتے تھے.

اس حدیث سے بھی رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام بھی صلوۃ اللیل پڑھا کرتے تھے. یہ تھے بعض نصوص جن سے رات کی نماز (تہجد، تراویح) کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے اسکا حکم اپنی کتاب میں بھی دیا ہے، اور اسکا ذکر مکی سورتوں میں بھی آیا ہے، اور پھر مؤمنین کے اوصاف بیان کئے کہ مومن بندے رات کے کچھ حصے قیام و سجود میں گذارتے ہیں، حتی کہ اہل کتاب میں سے بھی ایک جماعت جو حق پر تھی رات کے کچھ اوقات قیام و سجود میں گذارتے تھے، اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیام اللیل پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے، اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی اسکی ترغیب دیتے تھے، فرائض کے بعد سنن اور نوافل کو چھوڑ کر صلوۃ اللیل زیادہ

---

1 ۔القرآن الکریم مع اُردو ترجمہ وتفسیر ص(1645).

2 ۔ صحیح بخاری (1131، 3420)، صحیح مسلم(1159)، سنن أبي داود(2448)سنن نسائی (2344).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضیلت رکھتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس نماز کو چوتھی رات بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھاتے تو ممکن تھا کہ یہ نماز فرض کا درجہ حاصل کر لیتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز اتنی طویل پڑھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا، رات کی نماز پچھلے گناہوں کیلئے کفارہ بن جاتی ہے، رات کی نماز پر مداومت اختیار کرنے سے جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہوگی، رات کی نماز پڑھنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ بنتی ہے، نماز تمام فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے، رات کی نماز سے نمازی خوب محظوظ ہوتا ہے اور اسکی اثر آفرینی کو محسوس کرتا ہے، قیام اللیل کی اتنی فضیلت ہیکہ سابقہ انبیاء میں بھی بعض نے اس نماز پر مداومت اختیار کی تھی اور یہی رات کی نماز جہنم کیلئے ڈھال بن جاتی ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مبحث

تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دونام-

تہجد اور تراویح دونوں ایک ہے اور اسکی مشروعیت اللہ تعالی کی طرف سے ہوئی ہے، لیکن تہجد کی فرضیت بعد میں ساقط ہو کر نفل قرار دے دی گئی، تہجد اور تراویح کو دو مختلف نمازیں تصور کرنا بڑی غفلت کی بات ہے اسے سمجھنے کیلئے چند باتوں کا معلوم کرنا ضروری ہیں-

پہلی بات یہ کہ تمام محدثین و مفسرین کے نزدیک {یآیھا المزمل قم اللیل اِلا قلیلا} کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا ہے اسی وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم تہجد کی نماز پڑھنے لگے، اور ایک سال کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی یہ تہجد جسکا نام قیام اللیل ہے اسکی فرضیت ساقط ہو کر نفل قرار دے دی گئی، حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ سے قم اللیل کے متعلق مروی ہے "إفترض الله قيام الليل فی أول هذه السورة، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم و أصحابه حولا حتى إنتفخت أقدامهم، أمسک الله عزوجل خاتمتها فی السماء إثنی عشر شهرا، ثم أنزل الله عزوجل التخفيف فی آخر هذه السورة، فصار قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم الليل تطوعا من بعد فريضۃ.[1] کہ اللہ تعالی نے اس سورت کے شروع حصہ میں قیام اللیل کو فرض قرار دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم ایک سال تک تہجد پڑھتے رہے یہاں تک انکے قدم سوج جاتے، اللہ تعالی نے اس سورت کے خواتم کو ایک سال تک آسمان میں متوقف رکھا، پھر اللہ تعالی نے اس سورت کے آخر میں تخفیف نازل کی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اللیل کرنا فرض ہونے کے بعد نفل میں تبدیل ہو گیا.

---

[1] - صحیح مسلم (746)، سنن أبی داود (1342)، سنن نسائی (1601).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی فرضیت ساقط ہو کر نفل میں تبدیل ہو گئی، اسکو یہ سمجھنا کہ تہجد کی مشروعیت.نص قرآن علیحدہ ہوئی اور قیام اللیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسنون فرمایا ہے بالکل غلط ہے.

دوسری بات یہ کہ ہجرت کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہاں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی فضیلت میں فرمایا "من قام رمضان إيمانا و إحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه"[1].

اس حدیث میں قیام رمضان کی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی، اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ رمضان میں کوئی نیا قیام مشروع ہوا بلکہ مراد وہی قیام ہے جو مکہ مکرمہ میں فرض ہوا تھا اور مکہ مکرمہ میں ہی وہ نفل قرار دیا گیا تھا اسی میں ثواب کی زیادتی میں اہمیت بڑھ گئی.

تیسری بات یہ کہ لیلۃ القدر کے متعلق بھی نص قرآنی موجود ہے { لیلۃ القدر خیر من ألف شھر }[2]، جیسا کہ قیام میں { قم اللیل } نص قرآنی موجود ہے اور لیلۃ القدر کی فضیلت میں کسی کو کلام بھی نہیں ہے، لیلۃ القدر کے متعلق بھی مروی ہے "من قام ليلة القدر إيمانا و إحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه"[3]. باوجود اتنی بڑی فضیلت کے بھی لیلۃ القدر میں کوئی جدید قیام مشروع نہیں ہوا بلکہ یہ وہی قیام اللیل ہے جسکا نام تہجد اور تراویح ہے صرف زمانہ اور وقت بدل جانے سے ثواب میں زیادتی یا کمی ہو جاتی ہے جس طرح کوئی فرض نماز ہے مکان اور جگہ تبدیل کرنے سے ثواب میں زیادتی یا کمی ہو جاتی ہے، مثال کے طور پر ظہر یا عصر کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے میں ستائیس یا پچیس درجہ ثواب ملتا ہے اور اگر یہی

---

1 - صحیح بخاری (37، 2008، 2009)، صحیح مسلم (759).

2 - سورۃ القدر، آیت: (3).

3 - صحیح بخاری (1901) .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز بلا عذر شرعی گھر میں پڑھی گئی تو ستائیس یا پچیس گنا ثواب سے محروم رہیگا، لہذا جس نے ایسا سمجھا ہے کہ تہجد اور تراویح مختلف دو نمازیں ہیں وہ شریعت کے ایک اہم مسئلہ سے ناواقف ہے، تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں اور دونوں کی تعداد بتصریح عائشہؓ رضی اللہ عنہا گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہے اور جس روایت میں تیرہ رکعت کا تذکرہ ہے وہ بھی گیارہ رکعت ہی ہیں اسلیئے کہ اس میں فجر کی دو سنت بھی شامل ہیں.

رہاامام بخاری رحمہ اللہ کا عمل کہ وہ تہجد اور تراویح کو دو مختلف نمازیں تصور کرتے تھے، رات کے ابتدائی حصہ میں اپنے شاگردوں کو لے کر باجماعت نماز پڑھتے تھے اور اس میں ایک قرآن ختم کرتے تھے اور پھر سحری کے وقت اکیلے نماز پڑھتے تھے اور ہر تیسرے روز ایک قرآن ختم کرتے تھے، لوگ توامام بخاری رحمہ اللہ کا عمل لکھ دیتے ہیں لیکن اسکا کوئی حوالہ نہیں دیتے ہیں کہ اس پر غور کیا جایئے، سچ تو یہ ہیکہ یہ بھی ایک فریب کا طریقہ ہے اگر بالفرض امام بخاری رحمہ اللہ کا ایسا ہی عمل ہوتا تو اس سے کیسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تہجد اور تراویح کو وہ مختلف دو نمازیں سمجھتے تھے؟ رات کے ابتدائی حصہ میں کچھ رکعات پڑھ لینا اور پھر رات کے آخری حصہ میں کچھ رکعات پڑھ لینا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ تہجد اور تراویح دو مختلف نمازیں ہیں، تہجد اور تراویح کو دو مختلف نمازیں تصور کرنا اسکے ثبوت میں دلیل کی ضرورت ہے بلا دلیل کے کسی کا یہ لکھ دینا کہ تہجد اور تراویح دو مختلف نمازیں ہیں حجت نہیں ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تہجد اور تراویح کو ایک ہی نماز گردانا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو کتاب التہجد اور کتاب التراویح دونوں میں ذکر کیا ہے، کتاب التہجد میں "باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم - باللیل فی رمضان وغیرہ" باب-"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کو نماز پڑھنا" حدیث نمبر (۱۱۴۷) اور کتاب التراویح میں "باب فضل من قام رمضان" باب- " رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت" حدیث نمبر (۲۰۱۳) میں ذکر کیا ہے، اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا سے یہ ثابت کیا ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، اسی لئے حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا کو کتاب التہجد اور کتاب التراویح دونوں میں ذکر کیا ہے، حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا کے الفاظ اس طرح سے ہیں " ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على إحدى عشرة ركعة ... "[1].

واضح نص ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا میں یہ تذکرہ ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے جو ماہ رمضان میں تراویح کے نام سے موسوم ہوئی اور غیر رمضان میں تہجد کے نام سے موسوم ہوئی.

اور یہ کسی بھی حدیث یا اثر سے ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں تراویح پڑھنے کے بعد تہجد کی نماز الگ پڑھی ہو، یہ اور ایک دلیل ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے جس طرح تہجد کو حدیث میں صلوۃ اللیل کہا گیا ہے اسی طرح تراویح کو بھی حدیث میں صلوۃ اللیل کہا گیا ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی " صحیح " میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا درج کی ہے "... فلما قضى الفجر أقبل على الناس، ثم تشهد، فقال: «أما بعد، فإنه لم يخف علي شأنكم الليلة، ولكني خشيت أن تفرض عليكم صلاة الليل فتعجزوا عنها "[2]. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو تین رات تراویح باجماعت پڑھائی اور چوتھی رات فجر کے وقت نکلے، فجر نماز پڑھانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ پڑھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کا اس نماز کو جماعت سے پڑھنے کے شوق میں جمع ہونا مجھے معلوم ہے، لیکن میں نے جماعت کے ساتھ اسلئے نہیں پڑھی کہ مجھ کو اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں یہ نماز "صلاۃ اللیل" باجماعت تم پر فرض

---

[1] - صحیح بخاری (1147)، صحیح مسلم (738).

[2] - صحیح مسلم (761)، صحیح ابن خزیمہ (1128)، صحیح ابن حبان (2543، 2544، 2545)، المسند المستخرج علی صحیح مسلم لأبی نعیم (1734).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے اور تم اسے ادانہ کر سکو. اس حدیث میں تراویح کو صلاۃ اللیل کہا گیا اور تہجد کو بھی حدیث میں صلاۃ اللیل کہا گیا ہے اس سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، تراویح اور تہجد کے ایک ہی نماز ہونے کی دوسری دلیل یہ ہیکہ تراویح ہی رمضان میں تہجد ہے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "صمنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم رمضان، فلم يقم بنا شيئا من الشهر حتى بقي سبع، فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل، فلما كانت السادسة لم يقم بنا، فلما كانت الخامسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل، فقلت: يا رسول الله، لو نفلتنا قيام هذه الليلة، قال: فقال: " إن الرجل إذا صلى مع الإمام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة " قال : فلما كانت الرابعة لم يقم ، فلما كانت الثالثة جمع أهله و نساءه والناس ، فقام بنا حتى خشينا أن يفوتنا الفلاح، قال: قلت: وما الفلاح؟ قال: السحور، ثم لم يقم بقية الشهر"[1]. کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے اس دوران ہمیں قیام نہیں کرایا یہاں تک کہ صرف سات روزے باقی رہ گئے، چنانچہ آپ نے تئیس (۲۳) کی رات کو ہمیں قیام کرایا اور اتنی لمبی قرأت کی کہ ایک تہائی رات گذر گئی، پھر چوبیسویں (۲۴) رات کو آپ نے ہمیں قیام نہیں کرایا، پھر پچیسویں (۲۵) رات کو آپ نے ہمیں قیام کرایا یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی، میں نے (ابوذر غفاری) عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر آپ ہمیں اس رات زیادہ قیام کراتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جب امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹے تو اسکو پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے، پھر چھبیسویں (۲۶) رات گذر گئی اور آپ نے ہمیں قیام نہیں کرایا، پھر ستائیسویں (۲۷) رات کو آپ نے ہمیں اتنا لمبا قیام کرایا کہ ہمیں فلاح فوت ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا، داؤد بن ابی ہند فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ الولید بن عبد الرحمن سے پوچھا فلاح کیا چیز ہے؟ تو انھوں نے فرمایا فلاح سحری ہے، ابوذر غفاری

---

[1] ۔ سنن أبي داود (1375)، سنن نسائی (1605)، سنن ابن ماجہ (1327)، مسند أحمد (21447)، صحیح ابن خزیمہ (2206)، وصححہ الألبانی .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کے باقی ایام کا قیام نہیں کرایا.

اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ عیہ وسلم نے رمضان میں تراویح پر ہی اکتفاء کیااور اسکے بعد تہجد نہیں پڑھی اسلئے کہ سحری تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تراویح پڑھاتے رہے،اور اگر تراویح اور تہجد میں کوئی فرق ہوتا یادونوں دو مختلف نمازیں ہوتیں توآپ صلی اللہ علیہ وسلم تراویح کے بعد تہجد پڑھتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا بلکہ رمضان میں تراویح پر ہی اکتفاء کیا،اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کہلاتی ہے یہی وجہ ہیکہ محدثین نے حضرت عائشۃ رضی اللہ عنھا کی پہلی حدیث کو کتاب التراویح میں ذکر کیا ہے،اسلئے اس سے تہجد ہی مراد لینااور پھر اس میں اور تراویح میں فرق کرنا درست نہیں ہے،اس حدیث سے اور ایک بات معلوم ہوتی ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو رات کے تین حصوں پڑھایااور تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے لیکر آخیر رات تک اپنے فعل وعمل سے بتادیا جس میں تہجد کا بھی وقت آگیا،پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل وعمل سے ثابت ہوا کہ بعد نماز عشاء سے لیکر آخیر رات تک ایک ہی نماز پڑھنے کا وقت ہے.

اس مبحث کے آخر میں ہم بعض علمائے احناف کے اقوال ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ واضح ہوجایئے کہ مذہب حنفیہ میں بھی اصل حقیقت کیا ہے-

ا - مشہور حنفی عالم علامہ محمد انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں "ولم يثبت فی رواية من الروايات أنه صلی التراويح والتهجد على حدة فی رمضان، بل طوّل التراويح، و بين التراويح والتهجد فی عهده لم يكن فرق فی الركعات بل فی الوقت والصفة أی التراويح تكون با لجماعة فی المسجد بخلاف التهجد"[1] ، اور روایات میں سے کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان

---

1 ۔العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ۲۰۸/۲،کتاب الصوم، باب ماجاء فی شہر قیام رمضان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھی ہو بلکہ تراویح کو طویل کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تراویح اور تہجد میں رکعات میں کوئی فرق نہیں تھا، رکعات ہی میں نہیں بلکہ وقت اور صفت میں بھی کوئی فرق نہیں تھا یعنی تراویح مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھائی جاتی تھی اور تہجد گھر میں پڑھی جاتی تھی۔

۲ - شیخ عبد الحق حنفی دیوبندی فرماتے ہیں کہ " تحقیق آنست کہ صلاۃ آنحضرت در رمضان ھماں نماز معتاد بود یازدہ رکعت کہ دائم در تہجد مے گزارد " تحقیق یہ ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں بھی وہی گیارہ رکعت تھی جو عام حالات میں ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے[1]۔

اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ " تحقیق اور صحیح یہی ہیکہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں گیارہ رکعت تراویح ہی پڑھا کرتے تھے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ معروف ہے "[2]۔

۳ - مولوی رشید احمد گنگوئی حنفی فرماتے ہیں کہ " بر اہل علم پوشیدہ نیست کہ قیام رمضان و قیام اللیل فی الواقع یک نماز است کہ در رمضان برائے تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کردہ شدو ہنوز عزیمت در اداشیں آخر شب است و در قیام اللیل فخر علیہ الصلاۃ والسلام چنانچہ ایاز دہ رکعت وکم ازاں ثابت شدہ اند سیز دہ رکعت سوائے سنت فجریم صحیین موداند "کسی بھی اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ قیام رمضان (تراویح) اور قیام اللیل در حقیقت ایک ہی چیز ہے رمضان میں صرف مسلمانوں کی سہولت کیلئے قیام شروع رات میں مقرر کیا گیا اور عام حالات میں برائے عزیمت آخری رات میں مقرر ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعت ہی قیام اللیل ثابت ہے بلکہ کم بھی ثابت ہے، تیرہ رکعت صبح کی دو

---

1 - مدارج النبوۃ (400/1).

2 - مدارج النبو (465/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنتوں کے علاوہ بخاری و مسلم میں موجود ہیں[1]. یہ بعض اقوال انہی کی عدالت سے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں نہ کہ دو مختلف نمازوں کے، خلاصہ کلام کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے جو رمضان میں تراویح کے نام سے موسوم ہوئی اور غیر رمضان میں یہی نماز تہجد کے نام سے موسوم ہوئی.

---

[1] ۔ الحق الصریح في اثبات التراویح، فارسي، ص(1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مبحث

آٹھ رکعت تراویح پڑھناہی سنت نبوی ہے۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ تراویح کا جماعت کے ساتھ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر سے ثابت ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ ہی رکعات پڑھائی ہے، اس کی وضاحت احادیث صحیحہ کی روشنی میں پیش خدمت ہے.

دلیل نمبر ا: عن أبي سلمة بن عبد الرحمن رضی الله عنه أنه أخبره أنه سأل عائشة رضى الله عنها كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان ؟ فقالت : ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على إحدى عشرة ركعة، يصلى أربعا فلا تسأل عن حسنهن و طولهن، ثم يصلى أربعا فلا تسأل عن حسنهن و طولهن، ثم يصلى ثلاثا ، قالت: فقلت: يا رسول الله أتنام قبل أن توتر ؟ فقال: " يا عائشة إن عينى تنامان ولا ينام قلبى "[1].

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیونکر تھی؟ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے تھے انکی خوبی اور طوالت کا کیا پوچھنا، پھر چار رکعت پڑھتے تھے انکی خوبی اور طوالت کا کیا پوچھنا، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے، اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا.

---

[1] - صحیح بخاری (1147، 2013)، صحیح مسلم (738).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان ہی گیارہ رکعت کو تراویح قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان اور غیر رمضان میں بروایات صحیحہ یہی گیارہ رکعت ثابت ہیں، علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں رات کو گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے[1].

حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا تہجد کے لئے خاص ہے تراویح کے لئے نہیں ہے ایسے لوگوں کو حدیث کے الفاظ پر غور کرنا چاہے کہ یہ حدیث تراویح اور تہجد کے ایک ہونے کی دلیل ہے نہ کہ دو، اور اس پر بھی غور کرنا چاہے کہ سائل نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے رمضان میں رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تھا نہ کہ غیر رمضان، حدیث میں " کیف کانت صلوۃ رسول اللہ فی رمضان " کے الفاظ درج ہیں، سائل نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیونکر تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا حکیمانہ اسلوب دیکھئے کیسا تھا، کہ کس قدر سمجھدار تھی کہ سائل نے رمضان کے بارے میں سوال کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے رمضان ہی نہیں بلکہ پورے سال کیلئے جواب دے دیا، کہ خواہ رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، دیکھو اللہ تعالی کی حکمت کا کیا کہنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی زبان مبارکہ سے ایسے سوال کا جواب بھی دلوایا جو سائل نے نہیں پوچھا تھا (یعنی غیر رمضان کا)، ایک فتنہ کی جڑ کاٹ ڈالی کہ تراویح اور تہجد دو مختلف نمازیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، خواہ رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہیکہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تراویح اور غیر رمضان میں تہجد گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے،

---

[1] ۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (5/ 496) (حدیث 1147).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں تراویح کو تہجد یعنی صلوۃ اللیل بھی کہا گیا ہے جو رمضان میں تراویح کے نام سے موسوم ہوئی اور غیر رمضان میں تہجد کے نام سے موسوم ہوئی، تراویح اور تہجد کا ایک ہونے کا بیان اس سے پہلے ایک مبحث میں گذر چکا ہے.

دلیل نمبر۲: عن عروة أن عائشة رضى الله عنها أخبرته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم "كان يصلى إحدى عشرة ركعة ، كانت تلك صلوته يسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ أحدكم خمسين آية مثل أن يرفع رأسه ... "[1].

أم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) گیارہ رکعت پڑھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی، لیکن اسکے سجدے اتنے لمبے ہوا کرتے کہ تم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا. اس حدیث سے بھی یہ ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تراویح گیارہ رکعت پڑھتے تھے.

دلیل نمبر۳: عن عائشة رضى الله عنها قالت: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل ثلاث عشرة ركعة يوتر من ذلك بخمس لا يجلس فى شىء إلا فى آخرها"[2]. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز تیرہ رکعت پڑھتے، اس میں سے پانچ رکعت وتر پڑھتے، وتر کی پانچ رکعت میں درمیان میں تشہد کو نہ بیٹھتے سوائے آخر میں. اس حدیث سے بھی تراویح آٹھ ہی رکعت ثابت ہوتی ہے اور تیرہ کی تعداد میں پانچ رکعت وتر ہیں جیسے کہ حضرت عائشہ

---

1 - صحیح بخاری (1123).

2 - صحیح بخاری (1138، 1139، 1140)، صحیح مسلم (737)، سنن أبی داؤد (1334، 1338)، سنن ابن ماجہ (1127).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رضی اللہ عنھا خود صراحت کے ساتھ بیان کرتی ہے "ویوتر من ذلک بخمس" ان تیرہ رکعت میں سے وتر پانچ رکعت پڑھتے تھے.

اور بعض روایتوں میں آتا ہیکہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تو اس میں تین رکعت وتر، آٹھ رکعت تراویح اور دو رکعت فجر کی سنت شامل ہوتی تھی. جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی ہی روایت میں ہے عن عروة، أن عائشة أخبرته، " أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يصلي ثلاث عشرة ركعة بركعتي الفجر"[1]. حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے انکو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت فجر کی دو رکعت سنت لیکر پڑھتے تھے.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی ہی اور ایک روایت میں آتا ہے "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء، - و هى التى يدعو الناس العتمة - إلى صلوة الفجر، إحدى عشرة ركعة، يسلم بين كل ركعتين، و يوتر بواحدة، فإذا سكت المؤذن من صلاة الفجر، و تبين له الفجر، و جاءه المؤذن، قام فركع ركعتين خفيفتين، ثم اضطجع على شقه الأيمن، حتى يأتيه المؤذن للإقامة"[2]. کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء نماز سے لیکر نماز فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور آخر میں ایک وتر پڑھتے، پھر جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح ظاہر ہوتی تو کھڑے ہو کر دو رکعت ہلکی ادا کرتے اور پھر داہنی کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کو آتے. اس حدیث سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے تو اس میں فجر کی دو رکعت سنت بھی شامل ہوتی تھی. حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا ہی کی اور ایک روایت میں آتا ہے "كانت صلاته فى شهر رمضان

---

1 - صحیح مسلم (737).
2 - صحیح مسلم (736)، سنن نسائی (685).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ ثلاث عشرة رکعة بالليل، منها رکعتا الفجر"[1]. کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز رمضان اور غیر مضان میں تیرہ رکعت تھی اس میں سے فجر کی دو رکعت سنت بھی ہوتی تھی.

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے رات کی تیرہ رکعت نماز کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی دو حدیثوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے عشاء کی دو رکعت سنت کو بھی اسکے ساتھ شمار کیا ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے، یا ہلکی دو رکعتوں کو شمار کیا ہو گا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز شروع کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں "کان رسول الله صلی الله علیہ وسلم إذا قام من الليل ليصلی إفتتح صلوته برکعتين خفيفتين"[2].

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کیلئے اٹھتے تو نماز کو ہلکی دو رکعتوں سے شروع کرتے.

حضرت ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "إذا قام أحدکم من الليل فليفتتح صلوته برکعتين خفيفتين"[3]. جب کوئی تم میں سے رات کو اٹھے تو اپنی نماز کو ہلکی دو رکعتوں سے شروع کرے. نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی گیارہ اور تیرہ رکعت والی حدیثوں میں تعارض نہیں ہے، اور نصوص شرعیہ میں تعارض حقیقی کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک ذہنی تعارض قاریٔ میں پایا جاتا ہے جو علم کی کمی کی وجہ سے پایا جاتا ہے یا بات سمجھ نہ آنے کی وجہ سے قاریٔ میں پایا جاتا ہے اور جب قاریٔ اپنے ذہن کو اچھی طرح سے استعمال کریگا تو پھر تعارض کی کوئی بھی گنجائش اسکو نظر نہیں آئیگی، گیارہ رکعت والی حدیث میں آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر مراد

---

1 - صحیح مسلم (738).

2 - صحیح مسلم (767)، مسند أحمد (24017).

3 - صحیح مسلم(768).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اور تیرہ رکعت والی حدیث میں آٹھ رکعت تراویح، تین رکعت وتر اور دو رکعت فجر کی سنت مراد ہے یا تیرہ رکعت والی حدیث میں آٹھ رکعت تراویح اور پانچ رکعت وتر مراد ہے جیساکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا میں اوپر گذر چکا، الغرض دونوں حدیثوں سے آٹھ رکعت تراویح کا ثبوت ملتا ہے۔

دلیل نمبر۴: عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر رمضان ثمان ركعات وأوتر، فلما كانت القابلة اجتمعنا في المسجد ورجونا أن يخرج، فلم نزل فيه حتى أصبحنا، ثم دخلنا ، فقلنا يا رسول الله، اجتمعنا البارحة في المسجد، ورجونا أن تصلي بنا، فقال: إني خشيت أن يكتب عليكم"[1].

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ماہ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھائی، دوسری رات پھر سے ہم لوگ مسجد میں جمع ہوگئے اور یہ اُمید رکھ کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلیں گے (اور ہمیں تراویح پڑھائینگے) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول ہم لوگ گذشتہ رات بھی مسجد میں اسی اُمید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز تراویح پڑھائینگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں یہ نماز تمہارے اوپر فرض نہ کردی جائے۔

قارئین کرام: حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے اور حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جو سنن ابی داؤدؒ اور سنن نسائی اور دوسری کتب میں ہے، ان دو حدیثوں میں تین راتوں کا تذکرہ آیا ہے اور اس حدیث یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ میں ایک رات کا تذکرہ آیا ہے، بظاہر تو دونوں حدیثوں میں تعارض نظر آرہا ہے لیکن یہ تعارض ذہنی تعارض ہے حقیقی تعارض نہیں ہے اور

---

[1] ۔ صحیح ابن خزیمہ (1070)، صحیح ابن حبان (2409، 2415)، المعجم الصغیر للطبرانی (525) اور التلخیص الحبیر (ص 119) میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حدیث جابر کو قوی قرار دیا ہے اور شیخ البانی نے "التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان" (ص ۱۷۵) میں اسکو حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں حدیثوں میں جمع اور تطبیق کی صورت موجود ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دونوں حدیثوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ میں یہ احتمال ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تیسری رات کو ہی مسجد میں تراویح پڑھنے کیلیئے آئے ہوتے، تو اس اعتبار سے حدیث جابر بن عبد اللہ میں ایک ہی رات کا تذکرہ آیا ہے[1].

قارئین کرام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں صحابہ کرام کو تین رات تراویح پڑھانا مسلم ہے اور یہ بھی حقیقت ہیکہ ان تین راتوں میں نمازیوں کی کیفیت مختلف تھی جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں گذر چکا، پہلی رات میں نمازیوں کی تعداد تھوڑی کم تھی اور صبح کو جب تراویح کا لوگوں میں تذکرہ ہونے لگا تو دوسری رات اور زیادہ لوگ جمع ہوئے، اور پھر جب اسکا چرچا اور زیادہ ہونے لگا تو تیسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ مسجد میں جمع ہوئے اور یہ احتمال ہیکہ کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تیسری رات کو ہی مسجد میں آئے ہوتے کیونکہ پہلی رات کو سارے لوگ مسجد میں تراویح پڑھنے کیلیئے حاضر نہیں ہوئے بلکہ جوں جوں خبر پھیلتی گئی لوگ مسجد میں آتے گئے اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو تیسری رات کو ہی خبر ملی ہوتی اور پھر تیسری رات کو مسجد میں تراویح پڑھنے کیلیئے آئے اور اسکو پہلی رات شمار کیا حالانکہ وہ دوسرے صحابہ کرام کی تیسری رات تھی اور دوسری رات کو جب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ پھر سے مسجد نکلے جو دوسرے صحابہ کرام کو چوتھی رات تھی تو اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تراویح پڑھانے کیلیئے نہیں نکلے اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات مسجد میں تشریف نہیں لائے اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح بیان کیا جس طرح انہوں نے دیکھا اور یہ بات مسلم اور حقیقت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات کو تراویح پڑھانے کیلیئے مسجد میں تشریف لائے اور اسی طرح تیسری رات کو بھی، تو اس

---

[1] ۔فتح الباری (13/3).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو تیسری رات پر ہی محمول کیا جائیگا کہ وہ تیسری رات کو مسجد میں حاضر ہوئے ہوتے اسلئے ایک ہی رات کا تذکرہ کیا تو اس اعتبار سے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا ہے، اور یہ ہر کسی کو جان لینا چاہیے کہ نصوص شرعیہ یعنی قرآن و حدیث میں حقیقی تعارض کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ جہاں پر بھی قاریٔ کو کوئی تعارض نظر آتا ہے تو وہ ایک ذہنی تعارض قاریٔ کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے اور جوں جوں قاریٔ اپنی عقل کو صحیح طریقے سے استعمال کرتا جائیگا تو قاریٔ کے ذہن میں وہ ذہنی تعارض ختم ہوتا جائیگا اور اسکے لئے جمع اور تطبیق کی صورتیں ظاہر ہوتی جائینگی.

دلیل نمبر۵: عن ابن عباس أنه بات ليلة عند ميمونة وهي خالته، فذكر الحديث ... فصلى ركعتين، ثم صلى ركعتين، ثم صلى ركعتين، ثم صلى ركعتين،ثم صلى ركعتين، ثم صلى ركعتين،ثم أوتر، ثم اضطجع حتى أتاه المؤذن فقام فصلى ركعتين خفيفتين،ثم خرج فصلى الصبح"[1].

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنھا کے گھر میں گزاری، ابن عباس رضی الہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں تکیہ کے عرض کی طرف لیٹ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم نے اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے رہے اور جب آدھی رات ہو گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ بعد بیدار ہوئے، اور اپنے ہاتھوں سے اپنی نیند کو دور کرنے کیلئے آنکھیں ملنے لگے، پھر آپ نے سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت میں) لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہو گئے اور پھر خوب اچھی طرح سے وضوء کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہو کر ایسے ہی کیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا تھا، پھر جا کر میں آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑا ہو گیا، آپ نے اپنا داہنا ہاتھ

---

[1] - صحیح بخاری (183)، صحیح مسلم (763).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، اس کے بعد پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ نے ایک رکعت وتر پڑھ کر لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آپ کے پاس آیا، تو آپ نے اُٹھ کر ہلکی دو رکعت فجر کی سنت پڑھیں، پھر باہر تشریف لا کے فجر کی نماز پڑھائی. تو اس حدیث میں تیرہ رکعت کا ذکر آیا ہے اور تیرہ رکعت میں ہلکی دو رکعتیں بھی شامل ہیں جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز شروع کرنے سے پہلے پڑھتے تھے.

دلیل نمبر۶: عن زید بن خالد الجھنی أنہ رضی اللہ عنہ قال: لأرمقن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ فصلی رکعتین خفیفتین ثم صلی رکعتین طویلتین طویلتین طویلتین ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم أوتر فذلک ثلاث عشرۃ رکعۃ[1].

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو اس رات کو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہلکی دو رکعتیں پڑھیں پھر بہت ہی لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس سے بھی کچھ کم لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس سے بھی کچھ کم لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس سے بھی کچھ کم لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس سے بھی کچھ کم لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھے، اس طرح سے یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں. اس حدیث سے بھی آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ثابت ہوتی ہے اور شروع میں ہلکی دو رکعتیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا میں گذر چکا، اور ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گذر چکی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھنے کیلئے اُٹھے تو وہ اپنی نماز کو ہلکی دو رکعتوں سے شروع کرے.

---

[1] - صحیح مسلم(765)، سنن أبی داوُد(1367)، سنن نسائی (1336)، سنن ابن ماجہ (1362).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر۷: عن جابر رضی الله عنه جاء أبی بن کعب فی رمضان فقال: یا رسول الله کان منی اللیلة شئ، قال: نسوة داری قلن: إنا لا نقرأ القرآن فنصلی خلفک بصلاتک، فصلیت بهن ثمان رکعات و الوتر .فسکت عنه و کان شبه الرضا[1] .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! رات کو ایک بات مجھ سے ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کونسی بات ہوگئی آپ سے اے ابی بن کعب؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے گھرانے کی عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن پڑھنا نہیں جانتے ہیں پس ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تمہاری اقتداء کرینگے، تو میں نے انکو آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی اور گویا اس بات کو پسند فرمایا. کسی صحابی کے قول و فعل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اور خاموشی اختیار کرنا اسکو برقرار رکھنا ہوتا ہے اور یہ علم حدیث میں حدیث تقریری یا سنت تقریری کہلاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل پسند آیا اور تھا بھی یہ سنت کے موافق اسلئے اسکو برقرار رکھ کر سنت قرار دیا. اس حدیث سے بھی آٹھ ہی رکعت تراویح کا ثبوت ملتا ہے.

دلیل نمبر۸: عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید أنه قال: أمر عمر بن الخطاب أبی بن کعب و تمیما الداری أن یقوما للناس بإحدی عشرة رکعة "[2]. سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح مع

---

1 ۔مختصر قیام اللیل للمروزی، ص(217).

2 ۔السنن الکبری للبیہقی(4287)، فضائل الاوقات للبیہقی (126)، السنن الکبری للنسائی (4670)، شرح معاني الآثار(1741) للطحاوي الحنفي، الموطأ للإمام مالک بتحقیق محمد فؤاد عبدالباقي، کتاب الصلوۃ في رمضان، باب ماجاء في قیام رمضان(4).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وتر پڑھائیں، اور یہ روایت صحیح جداً بہت قوی ہے، تو اس روایت سے بھی گیارہ رکعت تراویح مع وتر ہی کا ثبوت ملتا ہے.

ان نصوص سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں، اور جن حدیثوں میں تیرہ رکعات کا ذکر آیا ہے اس میں فجر کی دو سنت یا ہلکی دو رکعتیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز شروع کرتے تھے کو بھی راوی نے شمار کیا ہے، الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعت اور وتر تین رکعت پڑھیں ہیں.

رہی وہ روایت جس میں نو اور سات رکعت کا ذکر ہے جیسا کہ عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کبر سنی کی حالت میں پہنچے تو کبھی نو رکعت تراویح پڑھتے تھے اور کبھی سات رکعت[1]، تو ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر سنی کی حالت میں کیا ہے، اور حدیث میں صراحت ہیکہ ایسا کبر سنی کی حالت میں کیا ہے، اور علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے بھی صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں ایسا ہی کہا ہے "وأما رواية سبع أو تسع فهى محمولة فى حالة كبره"[2]. سات اور نو رکعات والی روایت کبر سنی کی حالت پر محمول ہے، سات اور نو رکعت والی حدیث اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گیارہ رکعت والی حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اس میں گیارہ سے زیادہ کی نفی ہے کم کی نفی نہیں ہے اور اگر کوئی حالت کبر سنی کی وجہ سے رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھ نہیں سکتا ہے تو وہ نو یا سات رکعت پر بھی اکتفاء کر سکتا ہے.

---

[1] - صحیح مسلم (746)، صحیح سنن أبی داود (1343)، صحیح سنن نسائی (1708، 1719، 1727)، صحیح سنن ترمذی (457)، مسند أحمد (26738)، مستدرک حاکم (1149)، المعجم الکبیر (741).

[2] - عمدۃ القاري شرح صحیح البخاری، (205/7) (حدیث 7411)، باب (61) قیام النبي صلی اللہ علیہ وسلم في رمضان وغیرہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوتھا مبحث

بیس رکعت تراویح کی روایات انصاف کے ترازو میں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل اور تقریر سے یہ بات قطعی طور ثابت ہے کہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا مشروع ہے اور یہ بھی ثابت ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی ہے، تو اب میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ بیس رکعت تراویح کے متعلق جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں وہ کس حد تک صحیح ہیں اور انکی حقیقت کیا ہے.

دلیل نمبر ا: حدثنا يزيد بن هارون قال أنا إبراهيم بن عثمان عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس أن رسول الله كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر "[1]. یزید بن ھارون کو ابراھیم بن عثمان نے خبر دی، ابراھیم بن عثمان کو الحکم سے، الحکم کو مقسم سے، مقسم کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے. یہ ہے بیس رکعت تراویح پڑھنے اور ماننے والوں کی پہلی دلیل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے.

اس حدیث پر محدثین نے اس طرح کی بحث کی ہے:

یہ حدیث سنداً اور متناً بہت زیادہ ضعیف اور کمزور ہے، اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالی نے سنن کبری میں ذکر کیا ہے امام بیہقی نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ اس میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی متفرد ہے اور وہ ضعیف راوی ہے، ابرھیم بن عثمان ابو شیبہ الکوفی پر محدثین کی ایک جم غفیر تعداد نے جرح کی ہے، امام احمد، امام یحیی بن معین، اور امام ابو داوُد،

---

[1] ۔مصنف ابن أبي شيبہ (7692).السنن الكبرى للبيهقي (4286).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رحمہم اللہ تعالی نے کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی ضعیف راوی ہے، اور امام یحیی بن معین نے کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی قابل بھروسہ اور معتبر راوی نہیں ہے، اور امام زیلعی نے اپنی کتاب نصب الرایۃ فی تخریج أحادیث الھدایۃ میں کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی کے ضعیف راوی ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے، اور امام بخاری نے کہا کہ محدثین نے ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی کو ترک کیا ہے، اور امام ترمذی نے کہا ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی منکر الحدیث ہے، اور امام نسائی اور دولابی نے کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی متروک الحدیث، اور امام ابوحاتم نے کہا کہ ابراھیم بن شیبہ ابوشیبہ الکوفی ضعیف راوی ہے اور محدثین نے اسکی حدیث کو ترک کیا، اور امام ابن الجوزی نے کہا کہ ابرھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی کم عقل اور کمینہ راوی ہے، اور امام صالح جزرہ نے کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی ضعیف راوی ہے اور اسکی حدیث کو لکھا نہیں جائیگا اور الحکم سے منکر یعنی غلط حدیثیں روایت کی ہے، اور ابو علی نیسابوری نے کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی قوی راوی نہیں ہے[1]۔

قارئین کرام: ان تمام اقوال کو جمع کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہیکہ اس حدیث میں جو ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ الکوفی نامی راوی ہے، بہت کمزور اور ضعیف راوی ہے جسکو محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد نے ضعیف کہا ہے، اور اس طرح سے یہ حدیث ضعیف کے حکم میں چلی جاتی ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، حافظ ابن حجر العسقلانی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح والی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند ضعیف ہے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی حدیث کے معارض ہے[2]، اور امام بیہقی نے کہا کہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبہ الکوفی اس حدیث میں منفرد اور ضعیف راوی ہے[3]۔

---

1 ۔ تھذیب التھذیب، ترجمہ رقم (257).

2 ۔ فتح الباری لابن حجر، (254/4).

3 ۔ السنن الکبری للبیھقی (4286).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

دلیل نمبر۲: حدثنا وكيع عن مالك بن أنس عن يحيى بن سعيد أن عمر بن الخطاب أمر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة "[1]. وکیع کو مالک بن انس سے، مالک بن انس کو یحیی بن سعید انصاری سے خبر پہنچی کہ عمر بن الخطاب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے. یہ بیس رکعت تراویح پڑھنے والوں کی دوسری دلیل کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا ہے.

اس حدیث پر محدثین کا تبصرہ ملاحظہ فرمائے:

یہ روایت منقطع یعنی ضعیف کی قسم میں سے ہے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دینا اس روایت کی سند میں ضعف ہے لہذا قابل حجت نہیں ہے، اس روایت کو روایت کرنے میں یحیی بن سعید انصاری ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذوالحجہ تیئیس (23) سنہ ہجری کے اخیر میں وفات پائی ہے[2]، اور یحیی بن سعید انصاری نے ایک سو چوالیس (144) سنہ ہجری میں وفات پائی ہے[3]، اور یحیی بن سعید انصاری کی عمر ستر (70) سے کچھ زائد ذکر کی گئی ہے[4]. جس کی تعبیر عربی زبان میں یوں کی گئی ہے "وله بضع وسبعون سنة" عربی لغت میں (بضع) کا اطلاق تین سے نو تک کی تعداد پر ہوتا ہے، اگر بالفرض نو کا عدد مان لیں تو اس اعتبار سے یحیی بن سعید انصاری کی عمر (79) سال ہے، تو اس اعتبار سے یحیی بن سعید انصاری کی ولادت پینسٹھ (65) سنہ ہجری میں ہوئی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات

---

1 - مصنف ابن أبي شيبة (7682).

2 - الإستيعاب في معرفة الصحابة (1152/3) رقم (1878)، تهذيب التهذيب، رقم (724).

3 - تهذيب التهذيب، رقم (361)، تقريب التهذيب، رقم (7559).

4 - سير أعلام النبلاء (475/5).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تئیس (23) سنہ ہجری کے اخیر میں ہوتی ہے، تو اس اعتبار سے یحیی بن سعید انصاری کی ولادت اور عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے درمیان بیالیس (42) سال کا فرق ہے، لہذا یہ روایت قابل حجت نہیں ہے کیونکہ یحیی بن سعید انصاری نے عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے تو ان سے روایت کیسے کر سکتے ہیں؟! اس بات کی وضاحت علی بن المدینی کے قول سے ہوتی ہے، جیسا کہ امام العلل علی بن المدینی اپنی کتاب "العلل" میں فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید انصاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی صحابی سے حدیث سنی نہیں ہے[1]۔ خلاصہ کلام یہ روایت چند وجوہات کی بناء پر ضعیف ہے، پہلی وجہ یہ ہیکہ یحیی بن سعید انصاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اور دوسری وجہ یہ ہیکہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے معارض ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھائیں، تیسری وجہ یہ ہیکہ یحیی بن سعید انصاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی صحابی سے کوئی بھی حدیث سنی نہیں ہے، ان وجوہات کی بناء پر یہ روایت قابل حجت نہیں ہے اسلئے اس پر عمل کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور یہ بات یاد رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھانے کا حکم دیا ہے نہ کہ بیس رکعت، جیسا کہ صحیح روایت سے ثابت ہے "عن السائب بن يزيد أنه قال: أمر عمر بن الخطاب أبي بن كعب و تميم الدارى أن يقوما للناس بإحدى عشرة ركعة"[2]. حضرت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں.

---

[1] ۔ تھذیب التھذیب، رقم (361).

[2] ۔ السنن الکبری للبیھقی (4287)، فضائل الأوقات للبیھقی (126)، السنن الکبری للنسائی (4670)، شرح معانی الآثار للطحاوی الحنفی (1741)، الموطأ، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی قیام رمضان (4).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۳: عن یزید بن رومان أنه قال:"کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث و عشرین رکعة"[1]. یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر کا قیام کرتے تھے.

یہ ہے بیس رکعت تراویح ماننے والوں کی تیسری دلیل کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی لوگ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے.

یہ روایت انصاف کے ترازو میں -

یہ روایت ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے کی دو علتیں ہیں.

پہلی علت یہ ہیکہ یزید بن رومان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے، تو یہ روایت منقطع یعنی ضعیف کی قسم میں سے ہوئی، اسکو امام نووی نے اپنی کتاب "المجموع" میں ضعیف کہا ہے اور کہا کہ اس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے لیکن یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے کیونکہ یزید بن رومان نے عمر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا ہے[2]، اور علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں "و یزید بن رومان لم یدرک عمر ففیه إنقطاع"[3]، یزید بن رومان نے عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا پس اس میں انقطاع ہے، اور علامہ زیلعی حنفی فرماتے ہیں "و یزید بن رومان لم یدرک عمر"[4]، یزید بن رومان نے عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پای" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق گذر چکا کہ انہوں نے ذوالحجہ تئیس (23) سنہ ہجری اخیر میں

---

1 ۔السنن الکبری للبیہقی (4289).

2 ۔کتاب المجموع للنووی (527/3).

3 ۔عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (266/5)، کتاب الأذان، باب صلوۃ اللیل.

4 ۔نصب الرایہ (154/2)، کتاب الصلوۃ، فصل في قیام شهر رمضان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات پائی ہے[1]، اور یزید بن رومان کی ولادت خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے دو سال بعد ہوئی ہے اور یزید بن رومان یہ کیسے روایت کر سکتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے جبکہ یزید بن رومان نے عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہی نہیں ہے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال بعد یہ پیدا ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت اپنی کم سنی کی عمر میں پایا، علم حدیث کے اصول کے مطابق حدیث بیان کرنے کیلئے بلوغت کا ہونا اور تحمّل حدیث کیلئے سن تمیز کا ہونا شرط ہے[2]،اور سن تمیز علی أغلب الأقوال سات سال ہے،اس اعتبار سے یزید بن رومان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان زمانے کے اعتبار سے دو(2)سال اور تحمل حدیث کے اعتبار سے نو(9)اور أداء حدیث کے اعتبار سے سولہ(16)سال کا فرق ہے.

دوسری علت یہ ہیکہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس صحیح قول کے معارض ہے جس میں انہوں نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنھما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھائیں[3]. اسلئے یہ روایت بھی قابل حجت نہیں ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے.

دلیل نمبر۴: عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال: " كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضى الله عنه فى شهر رمضان بعشرين ركعة ..."[4]. سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں بیس رکعت تراویح کا قیام کرتے تھے.

---

[1] ۔تھذیب التھذیب،رقم(724).

[2] ۔تدریب الراوی للسیوطی،(584/1، 585).

[3] ۔مصنف ابن أبي شيبہ (7671).

[4] ۔السنن الکبری للبیھقی (4288).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے بیس رکعت تراویح ماننے والوں کی چوتھی دلیل کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے.

یہ روایت محدثین کے ترازو میں -

اس روایت کو امام بیہقی نے سنن کبری میں یزید بن خصیفہ الکندی عن سائب بن یزید کی سند سے ذکر کیا ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھےاور دو سو آیتیں پڑھتے تھے، اور حضرت عثمان کے دور میں طول قیام کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے، بیس رکعت تراویح ماننے والے اس روایت پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں، بظاہر تو اس روایت کی سند صحیح ہے، اسی لئے بعض لوگوں نے اسکو صحیح کہا ہے، لیکن حقیقت میں اس کے اندر ایک نہیں ضعف کی کئیں علتیں پائی جاتی ہیں جو اس روایت کو ضعیف اور منکر بنا دیتی ہیں، اور اس بات کو کئی وجوہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے.

پہلی وجہ: یہ ہیکہ یزید بن خصیفہ الکندی اگرچہ قابل اعتماد اور قابل بھروسہ راوی ہے، لیکن امام احمد بن حنبل نے انکو ایک روایت میں "منکر الحدیث "[1]، کہا ہے، اسی لئے امام ذہبی نے یزید بن خصیفہ کو اپنی کتاب "المیزان فی نقد الرجال"[2]، میں ذکر کیا ہے (جس میں ایسے راویوں کا ذکر ہے جن پر کلام کیا گیا ہے)، امام احمد بن حنبل کے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب خصیفہ بن یزید الکندی کوئی روایت تنہا بیان کرے جس کو قابل اعتماد اور قابل بھروسہ راویوں نے روایت نہ کیا ہو تو یزید بن حصیفہ الکندی کی روایت مردود مانی جائیگی، اگر یزید بن خصیفہ الکندی ایسے راوی کی مخالفت کرے جو قوت حافظہ میں ان سے زیادہ قوی اور مضبوط تر ہو تو یزید بن خصیفہ الکندی کی روایت شاذ مانی جائیگی، اور علم حدیث کے

---

[1] - تھذیب التھذیب، رقم(652).

[2] - میزان الاعتدال في نقد الرجال، رقم(9715).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصول کے مطابق شاذ ضعیف کی اقسام میں سے ہے، اور انکی یہ روایت بھی اسی قسم میں سے ہے، اس روایت کا دار و مدار سائب بن یزید پر ہے، اور سائب بن یزید سے محمد بن یوسف الکندی اور یزید بن خصیفہ الکندی نے روایت لی ہے اور تعداد میں بھی اختلاف ہے، محمد بن یوسف الکندی کی روایت میں گیارہ رکعت تراویح کا ذکر ہے اور یزید بن خصیفہ الکندی کی روایت میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے[1]، اور محمد بن یوسف الکندی چونکہ یزید بن خصیفہ الکندی سے زیادہ اوثق قابل اعتماد اور قابل بھروسہ اور قوی تر راوی ہے، اسلئے راجح انہی کا قول مانا جائیگا، حافظ ابن حجر نے محمد بن یوسف الکندی کو "ثقۃ ثبت"[2]، اور یزید بن خصیفہ الکندی کو صرف "ثقۃ"[3]، کہا ہے، تعارض کے وقت یہ تفاوت مرجحات میں سے مانا جاتا ہے، جسکو علم حدیث کا جاننے والا ہی سمجھ سکتا ہے، اور یہ بات بھی یاد رہے کہ تعارض کے وقت مثبت روایت کو منفی روایت پر مقدم مانا جاتا ہے، لہذا آٹھ رکعت تراویح والی احادیث صحیحہ اور مسندہ جو مثبت ہیں کو بیس رکعت تراویح والی روایات جو آٹھ رکعت تراویح کی نفی میں ہیں پر مقدم کیا جائیگا۔

دوسری وجہ: یہ ہیکہ یزید بن خصیفہ الکندی کی روایت میں تعداد میں اضطراب ہے، اسماعیل بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یوسف الکندی (جو سائب بن یزید کی بہن کے لڑکے تھے) نے انہیں خبر دی اور پھر انہوں نے گیارہ رکعت والی روایت نقل کی، اسماعیل بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا اکیس رکعت؟ تو محمد بن یوسف الکندی نے کہا کہ سائب بن یزید سے یزید بن خصیفہ الکندی نے بھی سنا ہے، اسماعیل بن امیہ بیان کرتے ہیں پھر میں نے یزید بن خصیفہ الکندی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ

---

[1] ۔السنن الکبری للبیہقی (4287، 4288)، فضائل الأوقات للبیہقی (126)، السنن الکبری للنسائی (4670)، شرح معانی الآثار (1741)، الموطا للامام مالک، بتحقیق محمد فواد عبدالباقي، کتاب الصلوۃ في رمضان، باب ما جاء في قیام رمضان (4).

[2] ۔تقریب التھذیب، رقم (6414).

[3] ۔تقریب التھذیب، رقم (7738).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سائب بن یزید نے اکیس رکعت کہا تھا، اسکی سند صحیح ہے، اس روایت میں انہوں نے اکیس رکعت کہا ہے اور اس سے پہلی والی روایت میں بیس رکعت ذکر ہے، اور اس روایت میں انہوں نے لفظ "حَسِبتُ" کہا ہے یعنی میرا گمان ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ یزید بن خصیفہ الکندی کی روایت میں اضطراب ہے اور انہوں نے یہ بات گمان کی بناء پر کہی ہے نہ کہ قطعی طور پر، کیونکہ وہ اس سے اچھی طرح سے یاد نہیں رکھ سکے تھے، اور یہ بات بیس رکعت کی تعداد کو ساقط کرنے کیلئے کافی ہے، اور یہاں تو اس راوی کی بات ایسے راوی کی بات کے خلاف ہے جو قوت حافظہ میں ان سے زیادہ قوی اور مضبوط ہے، اسلئے اس روایت کو بدرجہ اولی ساقط مانا جائیگا.

تیسری وجہ: یہ ہیکہ محمد بن یوسف الکندی سائب بن یزید کی بہن کے لڑکے ہیں اور سائب بن یزید سے زیادہ قریب ہے، اور انکی روایت کے بارے میں دوسروں کی بنسبت زیادہ جانتے ہیں، اسلئے محمد بن یوسف الکندی کی روایت یزید بن خصیفہ الکندی کے مقابلے میں زیادہ صحیح مانی جائیگی، اور محمد بن یوسف الکندی کی روایت حضرت عائشہ، حضرت جابر، اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنھم کی روایات کے موافق ہے، جن میں گیارہ رکعت تراویح کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے.

دلیل نمبر۵: عن الحارث بن عبد الرحمن بن أبي ذباب أن السائب بن يزيد قال: "كان القيام على عهد عمر بثلاث و عشرين ركعة"[1]. حارث بن عبد الرحمن بن ابي ذباب سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تراویح تئیس رکعت پڑھی جاتی تھی. یہ ہے بیس رکعت تراویح ماننے والوں کی پانچویں دلیل کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور تئیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی.

[1] ۔عمدۃ القاری (357/5).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت میزان عدل میں -

یہ روایت ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے کی دو علتیں ہیں.

پہلی علت یہ ہیکہ حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب ضعیف راوی ہے، امام ابن ابی حاتم نے کہا کہ حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب سے دراوردی نے منکر احادیث روایت کی ہیں، اور وہ قوی راوی نہیں ہیں، امام مالک حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب کی روایت پر اعتماد نہیں کرتے تھے، اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب کو وہم ہوتا تھا[1].

دوسری علت یہ ہیکہ حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب نے ثقہ راوی یعنی قابل اعتماد اور قابل بھروسہ راوی کی مخالفت کی ہے، اور وہ محمد بن یوسف الکندی ہے جو سائب بن یزید کی بہن کے لڑکے ہیں، جن کے بارے میں حافظ ابن حجر نے "ثقة ثبت" کہا ہے یعنی ثابت قدم اور قابل اعتماد اور قابل بھروسہ والے راوی ہیں، اور دونوں نے سائب بن یزید سے روایت لی ہے لیکن محمد بن یوسف الکندی کی روایت میں گیارہ رکعت کا ذکر ہے اور حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب کی روایت میں بیس رکعت کا ذکر ہے، علم حدیث کے اصول کے مطابق جب ضعیف راوی ثقہ راوی یعنی قابل اعتماد اور قابل بھروسہ راوی کی مخالفت کرتا ہے تو ضعیف راوی کی روایت منکر مانی جاتی ہے، منکر مخالفت کے اعتبار سے ضعیف کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، اور یہاں پر حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب جو کہ ضعیف راوی ہے نے ثقہ راوی کی مخالفت کی ہے، تو اس اعتبار سے حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب کی روایت منکر ہے چو کہ ضعیف ہوتی ہے، اور اس سے دلیل اور حجت پکڑنا جائز نہیں ہے، اور دوسری بات یہ ہیکہ محمد بن یوسف الکندی اور سائب بن یزید دونوں کندہ قبیلے سے ہیں اور حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب دوس قبیلے

---

[1] - تھذیب التھذیب، رقم(249)، تقریب التھذیب، رقم(1030).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ہیں، اسلئے محمد بن یوسف الکندی کی روایت زیادہ صحیح اور معتبر ہے کیونکہ وہ سائب بن یزید کے زیادہ قریب ہیں.

دلیل نمبر ٦: حدثنا وکیع عن حسن بن صالح عن عمرو بن قیس عن أبی الحسناء أن علیا أمر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ[1].

ہم سے وکیع نے حدیث بیان کی انہوں نے حسن بن صالح سے لی، انہوں نے عمرو بن قیس سے لی، انہوں نے ابوالحسناء سے حدیث لی، کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں. یہ ہے بیس رکعت تراویح پڑھنے والوں کی چھٹی دلیل کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا ہے.

یہ روایت محدثین کی عدالت میں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے اور دونوں سندیں ضعیف جداً یعنی بہت زیادہ ضعیف ہیں.

پہلی سند اوپر گذر چکی، اس روایت کو روایت کرنے والا ابوالحسناء ہے جو مجہول العین ہے، یعنی جسکا کوئی حال معلوم نہیں ہے کہ یہ کیا تھا کیا کرتا تھا اور نہ اسکے باپ کا نام معلوم ہے، امام بیہقی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے، جسکی وجہ ابوالحسناء ہیں جنکے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ ابوالحسناء غیر معروف راوی ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابوالحسناء مجہول راوی ہے[2]، یعنی اسکو کوئی جانتا ہی نہیں تھا کہ یہ کیا تھا، اس روایت میں اور ایک علت پائیے جانے کا احتمال ہے وہ یہ کہ ابو

---

[1] ۔مصنف ابن أبی شیبہ (7681)، السنن الکبری للبیھقی (4292)، الإبانۃ الکبری لابن بطہ (81).

[2] ۔میزان الإعتدال، رقم (10106)، تقریب التھذیب، رقم (8053).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحسناء اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان دو راویوں کا انقطاع ہے، جسکو علم حدیث میں حدیث معضل کے نام سے جانا جاتا ہے اور حدیث معضل ضعیف کی قسم میں سے ایک قسم ہے، حافظ ابن حجر نے "التھذیب" میں ابو الحسناء کی سوانح حیات پر لکھا ہے کہ ابو الحسناء نے قربانی کے سلسلے میں "عن حکم بن عتیبۃ عن حنش عن علی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے"[1]۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو الحسناء اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان دو راویوں کا انقطاع ہے جو تراویح کی روایت میں ساقط ہیں، تو ابو الحسناء کیسے یہ روایت کر سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا جب کہ ابو الحسناء اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان دو راویوں کا انقطاع ہے، تو اس اعتبار سے یہ روایت بھی ضعیف جداً یعنی بہت زیادہ کمزور ہے، تو پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ ہی قراء حضرات کو اس بات پر جمع ہونے کا حکم دیا تھا.

دوسری سند: أخبرنا أبو الحسن بن الفضل القطان ببغداد، أنبأنا محمد بن أحمد بن عيسى بن عبدك الرازى، ثنا أبو عامر عمرو بن تميم، ثنا أحمد بن عبد الله بن يونس، ثنا حماد بن شعيب عن عطاء بن السائب عن أبي عبد الرحمن السلمى عن على رضى الله عنه قال:" دعا القراء فى رمضان فأمر منهم رجلا يصلى بالناس عشرين ركعة قال: و كان على رضى الله عنه يوتر بهم"[2].

ابو الحسن بن الفضل کو محمد بن احمد رازی نے، محمد بن احمد رازی کو ابو عامر عمرو بن تمیم نے، ابو عامر عمرو بن تمیم کو احمد بن عبد اللہ نے، احمد بن عبد اللہ کو حماد بن شعیب نے خبر دی، اور حماد بن شعیب کو عطاء بن سائب سے، عطاء بن سائب کو ابو عبد الرحمن السلمی سے خبر پہنچی، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر پڑھاتے تھے. یہ روایت بھی ضعیف جداً یعنی بہت زیادہ ضعیف ہے، اس کی

---

1 ۔تھذیب التھذیب، رقم(301).

2 ۔السنن الکبری للبیہقی (4291).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سند میں ضعف کی دو علتیں پائی جاتی ہیں، پہلی علت یہ ہے کہ عطاء بن السائب اختلاط کے شکار تھے، یعنی عطاء بن السائب کو حدیث بیان کرنے میں خلط ملط ہوتا تھا، اور دوسری علت یہ ہے کہ حماد بن شعیب انتہائی ضعیف یعنی کمزور راوی ہے، امام بخاری نے حماد بن شعیب کے بارے میں "فیہ نظر" کہکر اسکی طرف اشارہ کیا اور ایک مرتبہ "منکر الحدیث" کہا ہے، امام بخاری یہ جملہ "منکر الحدیث، فیہ نظر" اسی راوی کے متعلق کہتے ہیں جس سے روایت لینا قطعی طور درست نہیں ہوتا ہے جیسے کہ علماء جانتے ہیں، لہذا یہ روایت بھی قابل حجت نہیں ہے، امام نسائی نے کہا ہے کہ حماد بن شعیب ضعیف راوی ہے، اور امام یحیی بن معین نے کہا کہ حماد بن شعیب کی حدیث لکھنا درست نہیں ہے اور حماد بن شعیب سے منکر روایات مروی ہے، اسلئے اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے[1].

اسکے علاوہ محمد بن فضیل کی روایت حماد بن شعیب کی روایت سے مختلف ہے، اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ "محمد بن فضیل کو عطاء بن السائب کے واسطے سے اور عطاء بن السائب کو ابو عبد الرحمن کے واسطے سے حدیث پہنچی، اور ابو عبد الرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مختصراً ان الفاظ میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھائی[2]. یہ روایت مطلق ہے اور اس میں تعداد کا ذکر بھی نہیں ہے، اس روایت سے بھی حماد بن شعیب کے ضعف کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ "محمد بن فضیل قابل اعتماد اور قابل بھروسہ راوی ہے"[3]، اور انہوں نے بیس رکعت تراویح کا ذکر نہیں کیا ہے، پس علم حدیث کے اصول کے مطابق حماد بن شعیب کی روایت منکر-یعنی ضعیف کی ایک قسم-مانی جائیگی، اور محمد بن فضیل کی روایت محفوظ یعنی صحیح مانی جائیگی.

---

1 - میزان الاعتدال، رقم(2254).

2 - مصنف ابن أبي شيبہ (7601).

3 - تقریب التھذیب، رقم(6227).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۷: حدثنا حمید بن عبد الرحمن عن حسن عن عبد العزید بن رفیع قال: "کان أبی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث".[1] حمید کو عبد الرحمن سے، عبد الرحمن کو حسن سے، حسن کو عبد العزیز بن رفیع سے، عبد العزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ماہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے. یہ ہے بیس رکعت تراویح ماننے والوں کی ساتویں دلیل کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے.

یہ روایت محدثین کی نظر میں:-

یہ روایت دو سندوں سے آئی ہے اور دونوں سندوں میں ضعف ہے.

پہلی سند اوپر گذر چکی اور اس کے ضعیف ہونے کی دو علتیں ہیں.

پہلی علت یہ ہیکہ اس میں عبد العزیز بن رفیع اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے، یعنی عبد العزیز بن رفیع نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انیس (19) یا بتیس (32) سنہ ہجری میں وفات پائی ہے[2]، اور عبد العزیز بن رفیع نے ایک سو تیس (130) یا ایک سو تیس سنہ ہجری یا اسکے بعد میں وفات پائی ہے اور انکی عمر نوے (90) سال تھی[3]، تو اس اعتبار سے عبد العزیز بن رفیع کی ولادت چالیس (40) سنہ ہجری کے بعد ہوئی ہے، تو عبد العزیز بن رفیع ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے دس (10) سال بعد پیدا ہوئے ہے، ابھی سن طفولیت بھی گذارنی ہے اور سن طفولیت کے بعد سن تمیز (یعنی سات سال) میں حدیث کا تحمل تو کر سکتا ہے لیکن حدیث بیان نہیں

---

[1] ۔مصنف ابن أبی شیبہ (7684).

[2] ۔تقریب التهذیب، رقم (283).

[3] ۔تهذیب التهذیب، رقم (652)، تقریب التهذیب، رقم (4095).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا ہے کیونکہ علم حدیث کے اصول کے مطابق حدیث بیان کرنے کیلئے بلوغت کا ہونا شرط ہے، تو مجموعی طور سے عبدالعزیز بن رفیع اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان سترہ (17) سال سے زائد کا فاصلہ ہے، تو عبدالعزیز بن رفیع کیسے یہ روایت بیان کر سکتا ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے جبکہ عبدالعزیز بن رفیع نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہی نہیں ہے.

دوسری علت یہ ہیکہ یہ روایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اس فعل جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں عورتوں کو آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھائی تھی کے معارض ہے[1]. اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس صحیح قول کے معارض ہے جس میں انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھائیں[2]. اسلئے یہ روایت بھی قابل حجت نہیں ہے.

دوسری سند: عن أبي جعفر الرازى عن ربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي بن كعب أن عمر بن الخطاب أمره أن يصلى بالليل فى رمضان فقال: إن الناس يصومون النهار ولا يحسنون أن يقرأوا فلو قرأت عليهم بالليل، فقال: يا أمير المؤمنين هذا شيئ لم يكن، فقال: قد علمت ولكنه حسن، فصلى بهم عشرين ركعة[3].

ابو جعفر سے مروی ہے انہوں نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے، انہوں نے ابو العالیہ سے روایت لی، انہوں ابی بن کعب سے روایت لی ہے کہ ابی بن کعب کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں رات کو نماز پڑھائیں، کیوں کہ لوگ دن میں روزے رکھتے ہیں اور وہ اچھی طرح پڑھ نہیں

---

1 ۔ مختصر قیام اللیل، ص (217)، تحفۃ الأحوذی (3/525)، کتاب الصوم، باب ماجاء في قیام رمضان.

2 ۔ مصنف ابن أبي شیبہ (7671).

3 ۔ کنز العمال (23471).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکتے، پس اگر تم رات میں انہیں قرآن پڑھ کر سناؤ تو یہ بہتر ہو گا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ ایسی ہے جو پہلے تھی ہی نہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے لیکن یہ بہتر ہے، پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائی.

یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، اور سند میں ضعف کی چار علتیں پائی جاتی ہیں.

پہلی علت یہ ہیکہ ابو جعفر رازی جن کا نام عیسی بن ابو عیسی بن ھامان ہے ضعیف راوی ہے، امام ذہبی نے انکو اپنی کتاب "الضعفاء" میں ذکر کیا ہے، اور اسی طرح کتاب "الکنی" میں دوبارہ ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ ابو جعفر رازی کو تمام لوگوں نے مجروح قرار دیا ہے، اور امام ابو زرعہ فرماتے ہیں کہ ابو جعفر رازی کو بہت وہم ہوتا تھا، اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ابو جعفر رازی قوی راوی نہیں ہے، اور امام فلاس اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابو جعفر رازی کا حافظہ خراب تھا[1].

دوسری علت یہ ہیکہ ابو جعفر رازی کی حدیث کو جانچنے اور پرکھنے والے کیلئے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا ہے کہ ابو جعفر رازی نے قابل اعتماد، قابل بھروسہ راویوں (جنھوں نے گیارہ رکعت تراویح کا ذکر کیا ہے) کی کثرت سے مخالفت کی ہے.

تیسری علت متن میں نکارت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی مخالفت کیونکر کرتے جب کہ وہ سنت کے مطابق ہو، اس روایت میں ایک اور مخالفت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ ہے "هذا شيئ لم يكن "اے امیر المؤمنین یہ چیز پہلے نہیں تھی، یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ جملہ کہتے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کی موافقت کرتے،

---

[1] ۔تقریب التھذیب، رقم(8019).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ تراویح جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی پڑھی گئی تھی جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جس کا بیان گذر چکا.

چوتھی علت یہ ہیکہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس صحیح قول کے معارض ہے جس میں انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھائیں[1]،

خلاصہ کلام یہ ہیکہ یہ روایت منکر اور بہت زیادہ کمزور ہے پس اس سے بیس رکعت تراویح کیلئے دلیل و حجت پکڑنا جائز نہیں ہے.

دلیل نمبر۸: عن زيد بن وهب رحمه الله: "كان عبد الله بن مسعود رضى الله عنه يصلى بنا فى شهر رمضان فينصرف عليه و عليه ليل" قال الأعمش: "كان يصلى عشرين ركعة و يوتر بثلاث"[2].

زید بن وہب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور جب نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تو ابھی رات ہوتی تھی، اعمش کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے. یہ ہے بیس رکعت تراویح ماننے والوں آٹھویں دلیل کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے.

یہ روایت اہل علم کی عدالت میں: -

یہ روایت منقطع جو ضعیف کی قبیل سے ہے، اور اس کے ضعیف ہونے کی تین علتیں ہیں.

پہلی علت اعمش اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے، علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ اعمش نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا

---

1 ۔مصنف ابن أبي شيبة (7671).

2 ۔مختصر قيام الليل (221/1)، باب عدد الركعات التي يقوم بها الإمام.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زمانہ نہیں پایا ہے[1]، اعمش کی ولادت اکسیٹھ (61) سنہ ہجری میں ہوئی ہے[2]، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات بتیس (32) سنہ ہجری میں ہوئی ہے[3]، اور اعمش حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے اُونتیس (29) سال بعد پیدا ہوئے ہیں، تو اعمش کیسے یہ روایت کر سکتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے، جبکہ اعمش نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہی نہیں ہے.

دوسری علت یہ ہیکہ اس روایت میں اعضال ہے یعنی اس میں دو راوی ساقط ہیں، اعمش جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو عام طور پر اعمش اور عبد اللہ بن مسعود کے درمیان دو راوی ہوتے ہیں اور وہ دو راوی یہاں ساقط ہیں تو اس اعتبار سے یہ روایت معضل جو ضعیف کی قبیل سے ہے.

تیسری علت یہ ہیکہ یہ روایت عبد اللہ بن مسعود رضی للہ عنہ کے اس صحیح قول کے معارض ہے جس میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے "اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم وکل بدعۃ ضلالۃ"[4].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازم پکڑو اور بدعات ایجاد مت کرو، تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ہی کافی ہے اور ہر بدعت باعث ضلالت اور گمراہی ہے. تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیسے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ عمدا جانتے ہوئے سنت رسول کے خلاف کوئی عمل کرتے کیونکہ وہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ اتباع رسول کی ترغیب دلانے والے اور بدعات سے روکنے اور ڈرانے والے ہوتے تھے.

---

1 - تحفۃ الأحوذی (3/445)، کتاب الصوم، باب ماجاء في قیام شهر رمضان.

2 - تقریب التھذیب، رقم (2615).

3 - تقریب التھذیب، رقم (3613).

4 - الابانہ الکبری لابن بطہ (174)، اللالکائی (104).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر۹: حدثنا أبو معاویۃ عن حجاج عن أبی اسحاق عن الحارث: "أنہ کان یؤم الناس فی رمضان باللیل بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث ویقنت قبل الرکوع"[1]. ہم سے ابو معاویہ نے حدیث بیان کی انہوں نے حجاج سے حدیث لی انہوں نے ابو اسحاق سے لی انہوں نے حارث سے لی کہ وہ ماہ رمضان میں رات کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے اور وتر تین، اور دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے. یہ ہے بیس رکعت تراویح ماننے والوں کی نویں دلیل کہ الحارث نے بھی بیس رکعت تراویح اور تین وتر کی امامت کرائی.

یہ روایت حق کے ترازو میں: -

یہ روایت موضوع اور من گھرٹ ہے، اسکی سند میں الحارث نامی راوی ہے، جن کا نام الحارث بن عبداللہ الاعور الہمدانی ہے، جو کذاب راوی تھا، امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں الحارث الاعور کو "کان کذابا" کہا ہے یعنی بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا، امام یحیی بن معین نے الحارث الاعور کو کذاب کہا ہے، اور امام ابو زرعہ نے کہا کہ الحارث الاعور کی حدیث حجت نہیں ہے، اور امام ابو حاتم نے کہا کہ الحارث الاعور کا قوت حافظہ قوی نہیں تھا، اور امام نسائی نے کہا کہ الحارث الاعور قوی راوی نہیں ہے، اور حافظ بن حجر نے "التقریب" میں خلاصہ بیان کیا کہ الحارث الاعور کو امام شعبی نے کذاب راوی قرار دیا، اور الحارث الاعور کو رافضی اور شیعی ہونے کی تہمت بھی لگی ہے[2].

اس روایت کو ضعیف اور موضوع قرار دینے کیلئے یہی ایک علت کافی ہے کہ الحارث الاعور کذاب راوی تھا، لیکن اس کے علاوہ بھی اس روایت کے ضعیف ہونے میں دیگر دو علتیں پائی جاتی ہیں.

---

1 ۔مصنف ابن أبی شیبہ (7685).

2 ۔تھذیب التھذیب، رقم(248)، تقریب التھذیب، رقم(1029).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلی علت یہ ہیکہ سند میں ابو اسحق نامی راوی ہے، جن کا نام عمرو بن عبد اللہ بن عبید ابو اسحق السبیعی ہے، ابو اسحق السبیعی اگرچہ قابل اعتماد اور لائق بھروسہ راوی ہے لیکن آخر میں ان کا قوت حافظہ خراب ہو گیا تھا[1].

اور دوسری علت یہ ہیکہ اسی سند میں حجاج نامی ایک راوی ہے، جن کا نام حجاج بن ارطاۃ ہے، جو بہت زیادہ خطا اور تدلیس کرتا تھا[2]. تو ان دو علتوں کی وجہ سے یہ روایت اور بھی زیادہ کمزور ہو جاتی ہے اسلئے اس روایت سے بیس رکعت تراویح اور تین وتر کی دلیل و حجت پکڑنا جائز نہیں ہے، پھر یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ قابل اعتماد اور قابل بھروسہ راویوں کی روایات کو چھوڑ کر ایک کذاب راوی کی روایت کو دلیل و حجت بنایا جائے؟اس طرح اس حدیث میں کل تین علتیں پائی جاتی ہیں-

ایک یہ کہ الحارث نامی راوی کذاب (جھوٹا) اور رافضی اور شیعی تھا، اور دوسرا راوی ابو اسحاق جس کا قوت حافظہ آخری عمر میں خراب ہوا تھا، اور یہ معلوم نہیں کہ وہ حارث کا واقعہ قوت حافظہ خراب ہونے سے پہلے کا ہے یا بعد کا، اس لئے احتمال پایا گیا اور احتمال کی صورت میں روایت کو ترک کرنا ہی بہتر ہے جبکہ وہ دوسری صحیح روایات کے مخالف بھی ہو. اور تیسرا راوی حجاج بن ارطاۃ بھی قابل احتجاج نہیں، لہذا اتنی علتوں کے ہوتے ہوئے حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے.

دلیل نمبر۱۰: عن العرباض بن سارية قال: ... "فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ ..."[3].

---

1 - تھذیب التھذیب، رقم (100)، تقریب التھذیب، رقم (5065).

2 - تھذیب التھذیب، رقم (365)، تقریب التھذیب، رقم (1119).

3 - سنن أبي داود (4607)، سنن ترمذی (2676)، سنن ابن ماجہ (42)، مسند أحمد (17145).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو اپنے اوپر لازم پکڑو. یہ بیس رکعت تراویح ماننے والوں کی دسویں دلیل ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ خلفاء راشدین میں سے ہیں اسلئے انکی بیس رکعت تراویح والی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے، تو جواب یہ ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہر حال میں مقدم اور واجب الاِتباع ہے، دوسری بات یہ کہ خلفاء راشدین وہی کرتے تھے جو سنت ہوا گران سے کوئی سنت مخفی ہو جاتی تو دوسرے صحابہ کرام نشاندہی کرتے تھے، اس کے مثالیں بہت ہیں جیسے کہ دادی کی وراثت اور اور اجازت کے مسائل وغیرہ ہیں، اور ساتھ میں یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ خلفاء راشدین میں سے کسی ایک سے بھی صحیح سند کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنے یا پڑھانے کا ثبوت نہیں ملتا ہے، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ یہی بات مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھانے کا حکم دیا ہے، بیس رکعت والی روایت بہت زیادہ ضعیف ہے جسکا ذکر گذر چکا، تیسری بات یہ ہیکہ سنت خلفاء سے مراد وہ سنت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو، اور خلفاء راشدین کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہوتی تھی، اب کوئی یہ سوال کر سکتا ہیکہ پھر حدیث میں "سنۃ الخلفاء الراشدین" کا ذکر کیوں آیا ہے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ خلفاء راشدین کا عمل سنت رسول کے موافق تھا یا انہوں نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کو اختیار کیا یا جب انہوں نے کسی مسئلے کا استنباط کیا تو اسکا مستند سنت رسول ہی ہوتا تھا، تو اس اعتبار سے سنت خلفاء کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بعد آیا ہے، تیسری بات یہ ہیکہ اگر حدیث میں سنت رسول اور سنت خلفاء مختلف دو سنتیں مراد ہوتیں تو پھر حدیث میں تثنیہ کی ضمیر "تمسکوا بھما و عضوا علیھما" کے الفاظ ہوتے، اور ایسا حدیث میں نہیں ہے بلکہ "تمسکوا بھا و عضوا علیھا" یعنی واحد کی ضمیر کے الفاظ ہیں، جسکا معنی یہ ہیکہ مرجع صرف سنت رسول ہے، اور یہ بات مصدق اور مسلم ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ سنت خلفاء سنت رسول کے موافق اور متبع ہوتی تھی، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے [من یطع الرسول فقد أطاع اللہ][1]، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی در حقیقت اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی،اور اسی طرح جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گیارہ رکعت تراویح (جو صحیح سند سے ثابت ہے) والی سنت پر عمل کیا تو در حقیقت اس نے حدیث عائشہ کی گیارہ رکعت والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تراویح والی حدیث پر عمل کیا، جسکا ذکر گذر چکا، یا سنت خلفاء سے مراد یہ ہیکہ جب کسی مسئلے کے بارے میں کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہ ملے یہ جان کر نہیں کہ کتاب وسنت میں اس مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ یہ جان کر کہ وہ کتاب وسنت میں اس مسئلے کا جواب نہیں پاتا ہے اور صحابہ کرام سے اس مسئلے میں دو طرح کے اقوال منقول ہو،ایک قول خلفاء راشدین اور دوسرا قول دوسرے صحابہ کرام کا ہو تو اس صورت میں خلفاء راشدین کے قول کو لینا زیادہ اچھا ہے. جیسا کہ وجوہ ترجیحات میں علماء کرام نے اسکو ذکر کیا ہے تو ایسی صورت میں سنتِ خلفاء راشدین مقدم ہو گی.

یہ تھے بیس رکعت تراویح ماننے والوں کے بعض دلائل جو بہت ہی زیادہ ضعیف ہیں،امام ترمذی نے بھی انکے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے،اور شارح سنن أبی داود شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ اور خلفاء راشدین نے اس پر مواظبت اختیار کی ہے بلکل غلط ہے، اسلئے کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سے قطعی طور یہ ثابت ہی نہیں ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بھی بیس رکعات تراویح پڑھی ہو، مواظبت کی تو بات ہی نہیں ہے[2]، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی سے بیس رکعت تراویح قطعی طور پر ثابت نہیں ہے، علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح

[1] ۔سورۃ النسا، آیت: (80).

[2] ۔عون المعبود (154/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق جو روایات ہیں وہ ضعیف ہیں اور انکے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے[1]، بیس رکعت تراویح کے دلائل کی حقیقت جاننے کے بعد یہ بات عیاں ہوگئی کہ کسی بھی صحابی سے صحیح سند کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنا یا پڑھانے کا حکم دینا ثابت نہیں ہے، پس احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اس مبحث کے آخر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتا ہوں جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے واجب مقدم ہونے کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں "یوشک أن تنزل علیکم حجارة من السماء أقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، و تقولون: قال أبوبکر و عمر"[2]، قریب ہیکہ تم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں، میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور تم کہہ رہے ہو کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ایسا فرمایا، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرنا آسمان سے عذاب نازل ہونے کا ایک سبب ہے، کیا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے "علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین" کو نہیں سمجھا تھا اسی لئے فہم صحابہ کے مطابق کتاب و سنت کو سمجھنے کی ضرورت ہے، ورنہ حدیث کی غلط تاویلیں کرنی پڑینگی اور حدیث میں غلط فہمیاں پیدا ہونگی.

---

1 ۔العرف الشذی شرح سنن الترمذی (209/2)، کتاب الصوم، باب ماجاء في قیام شهر رمضان.

2 ۔زاد المعاد (182/2).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچواں مبحث

کیا تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے؟

قارئین کرام احادیث صحیحہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنا ثابت نہیں ہے، جیسا کہ تیسرے مبحث میں بعض دلائل ذکر کیئے گئے، اور ان ہی دلائل میں سے ایک دلیل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے جو متفق علیہ حدیث ہے، جسکو امام بخاری نے اپنی صحیح میں دو جگہ کتاب التہجد، اور کتاب التراویح میں ذکر کیا ہے اور دونوں جگہوں میں ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، اور اسی طرح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو امام مسلم نے بھی اپنی "صحیح" میں ذکر کیا ہے، اور اس بات پر اجماع ہے کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب "صحیح بخاری" اور "صحیح مسلم" ہے اور پھر اہل علم کے صحیح ترین قول کے مطابق صحیح بخاری کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے، قارئین کرام اگر ہم گیارہ رکعت تراویح مع وتر ثابت کرنے کیلئے صرف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی ذکر کرتے تو یہ کافی اور شافی تھا کیونکہ یہ حدیث متفق علیہ ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں نماز (تہجد، تراویح) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ گیارہ رکعت سے تجاوز کرنا سنت کے خلاف ہے، اور آپ نے اسی طرح چوتھا مبحث بھی پڑھا جس میں بیس رکعت تراویح کے دلائل کی حقیقت بھی بیان کی گئی ہے ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے، اور معتمد کتب ستہ میں بھی بیس رکعت تراویح کا کہیں ثبوت ہی نہیں ملتا ہے، جو اس بات پر دلیل ہیکہ بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت نہیں ہے، اور بھی اگر کوئی دلیل بیس رکعت تراویح پر ہو جسکا ذکر ہم نے نہیں کیا ہو، تو وہ بھی علم حدیث کے اصول کے مطابق ضعف سے خالی نہیں ہوگی، کیونکہ صحیح مرفوع اور مسند حدیث سے کتب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت تراویح ثابت نہیں ہے، اور آٹھ سے زیادہ رکعات کے قائلین ایک بھی صحیح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرفوع حدیث پیش نہیں کر سکتے ہیں جس کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہو، عالم ربانی شیخ علامہ البانی فرماتے ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن رواتب میں یا انکے علاوہ جیسے نماز استسقاء اور سورج گرہن نماز اور چاند گرہن نماز میں ہمیشہ متعین رکعات ہی پڑھی ہیں، اور علماء کے نزدیک اس سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح تراویح میں بھی سنت جان کر گیارہ رکعت مع وتر سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی ان ہی نمازوں کی طرح ایک نماز ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان اور غیر رمضان میں ایک ہی معین عدد کو لازم پکڑا ہے، نماز تراویح مطلق نوافل میں سے نہیں ہے کہ آدمی جتنی رکعات چاہے پڑھ لے، بلکہ یہ سنت مؤکدہ ہے جو فرض کے مشابہ ہے، کیونکہ نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا مشروع کیا گیا ہے تو اس اعتبار سے تراویح میں کچھ زیادتی نہ کرنا سنن رواتب سے بھی زیادہ ضروری ہے، اور اگر ہم یہ مان لیں کہ تراویح کی نماز مطلق نوافل میں سے ہے جسکی تعداد شارع نے متعین نہیں کی ہے تو پھر بھی ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محدود اور متعین نہیں کیا ہے ہم اسکو متعین اور محدود کریں، اور پھر اس سے زیادہ یا کم پڑھنا غلط سمجھیں، عبادات میں سے کسی بھی عبادت میں کسی ایسی صفت کو لازم پکڑنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو بدعت کہلاتا ہے[1].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد"[2]، جس شخص نے اس ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود یعنی غیر مقبول ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے [ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه

---

[1] ۔ صلوۃ التراویح، ص(22).

[2] ۔ صحیح بخاری (2697)، صحیح مسلم (1718).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وهو فی الآخرة من الخسرين][1]، جو شخص دین اسلام کے سوااور کوئی دین تلاش کرتا ہے،(یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے علاوہ اور کسی کا طریقہ اختیار کرتا ہے)تو وہ کام اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا،اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث میں اسطرح کے الفاظ وارد ہوئے ہیں "من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد"[2]، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) حکم نہ ہو تو وہ عمل مردود یعنی اللہ تعالی کے یہاں مقبول نہیں ہے،اور ایک حدیث میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "... عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوابها و عضواعليها بالنواجذ ..."[3]، میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اپنے اوپر مضبوطی سے لازم پکڑو،اور یہ بات گذر چکی کہ خلفاء راشدین کی سنت متبعہ اور سنت رسول کے موافق تھی، ان تمام نصوص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یا حکم سے جتنا ثابت ہے اُسی پر اکتفا کرنا چاہئے اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور یہ جائز بھی نہیں ہے.

حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں گیارہ رکعت والی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جو روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے،اسکی سند انتہائی ضعیف ہے اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی اُس حدیث کے خلاف ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے،کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

1 ۔سورۃ آل عمران آیت:(85).

2 ۔ صحیح مسلم(1817).

3 ۔سنن أبی داوٗد(4607)، سنن ترمذی (2676)،سنن ابن ماجہ (42)،مسند أحمد(17145).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت مع وتر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسروں کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے احوال زیادہ جانتی تھی[1]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت انتہائی ضعیف ہے، تفصیل کیلئے چوتھے مبحث میں صفحہ نمبر 47 سے 49 تک کی طرف رجوع کریں، خلاصہ یہ ہیکہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان الکوفی ہے جس پر محدثین کرام کی ایک جم غفیر تعداد نے جرح کی ہے اور حافظ ابن حجر نے "تقریب التہذیب" میں خلاصہ کے طور پر ابو شیبہ ابرھیم بن عثمان الکوفی کو "متروک" کہا ہے[2]، اور یہ روایت حدیث عائشہ، حدیث جابر، حدیث زید بن خالد الجہنی اور حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنھم کے معارض ہے، اور یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اُس دوسری روایت کے بھی خلاف ہے جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنھا کے پاس ایک رات گذاری اور پھر رات کا واقعہ بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر رات کو تیرہ رکعتیں مع وتر پڑھیں[3]۔ اور اس میں ہلکی دو رکعتیں بھی شامل تھی جن دو رکعتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز شروع کرنے سے پہلے پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز پر ایک مرتبہ عمل کرتے تو پھر اُس پر مداومت اختیار کرتے تھے، جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے فرائض کے بعد دو رکعت سنت پڑھتے تھے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعت کو ظہر کے بعد پڑھنے سے مشغول ہوگئے یہاں تک کہ عصر نماز کے بعد انکو قضاء کیا[4]، اور پھر ان دو رکعتوں کو ہمیشہ عصر کے بعد پڑھتے رہے[1]، حلانکہ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے

---

[1] ۔فتح الباری (254/4)، (حدیث2012).

[2] ۔تقریب التھذیب، رقم(215).

[3] ۔ صحیح بخاری (183)، صحیح مسلم(763) .

[4] ۔ صحیح بخاری(۱۲۲۳، 4370)، صحیح مسلم،(834).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منع کیا گیا ہے، اسی طرح جن روایات میں تیرہ رکعات کا ذکر ہیں، اُن میں وہ ہلکی دو رکعتیں شامل ہیں، جن دو ہلکی رکعتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز شروع کرتے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فعلاً اور قولاً ثابت ہیں[2].

رہی بات بیس رکعت تراویح کی تو بیس رکعت تراویح نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور نہ ہی قول سے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بھی بیس رکعت تراویح پڑھتے، تو ہمارے لئے یہ تعداد جائز بنتی، اور اگر ایسی بات ہوتی تو پھر حضرت عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات اور صحابہ کرام پر مخفی نہ رہتا، اور صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں جو حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں آٹھ رکعت تراویح اور وتر کا ذکر ہے، اسکی تائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے[3]، اور یہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہے اور حدیث عائشہ، حدیث زید بن خالد الجہنی، حدیث ابن عباس، اور حدیث ابی بن کعب سے حدیث جابر کو تقویت ملتی ہے، اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھیں ہیں، اور یہ کل گیارہ رکعات ہوئیں.

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "إنما الأعمال بالنیات..."[4]، اس حدیث کی رو سے اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح اس نیت سے پڑھتا ہے

---

1 - صحيح بخاري(591)، صحیح مسلم(835).

2 - صحیح مسلم(767، 768).

3 - صحیح بخاری(1147، 2013)، صحیح مسلم(738)، سنن أبي داود(1341)، جامع الترمذی (439).

4 - صحیح بخاری (1)، سنن أبي داود(2201)، سنن ابن ماجہ (4227).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ بیس رکعت تراویح پڑھنا ہی سنت ہے تو یہ بدعت ہے، کیونکہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے، اور جب نیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے برعکس ہو تو ظاہر ہے کہ وہ عمل مردود ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں گیارہ رکعت تراویح مع وتر کا ثبوت ملتا ہے، اور بیس رکعت تراویح کا ثبوت کسی بھی صحیح مرفوع اور مسند حدیث سے نہیں ملتا ہے، اور اسی طرح خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال صحیحہ یا اعمال صحیحہ سے بھی نہیں ملتا ہے، تو اس اعتبار سے بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔

رہی بات حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صلوۃ اللیل مثنی مثنی ..."[1]، رات کی نماز دو دو رکعت ہے، تو اس حدیث مبارکہ سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت نہیں ملتا ہے، بلکہ سائل کی مراد اُس حدیث کی صفت اور وضاحت مطلوب تھی جس میں یہ ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اور فجر کے درمیان گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے کہ چار رکعت متصل ہیں یا منفصل، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل عمل کی طرف رہنمائی فرمائی کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا، اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو آخر میں ایک رکعت پڑھ لینا، جیسے کہ سائل نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ "ما مثنی مثنی" مثنی مثنی سے کیا مراد ہے؟ تو عبداللہ بن عمر نے فرمایا: "أن تسلم فی کل رکعتین"[2]، ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا۔ دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پر عمل کرکے دکھایا یا نہیں؟ ہمارا تو یہ ایمان ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ پر اپنی امت کو عمل کرکے دکھایا ہے، اور وہ عمل حضرت ابن عباس رضی

---

1 - صحیح بخاری (472، 990، 993)، صحیح مسلم (749).

2 - صحیح مسلم (749).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنھا کے گھر میں گذاری، اور پھر رات کا قصہ بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے لگا، تو آپ نے۔ صلی اللہ علیہ وسلم - دو دو رکعت کر کے بارہ رکعت پڑھیں اور پھر ایک رکعت وتر پڑھا، تو اس سے یہ پتہ چلا کہ رات کی نماز مطلق نوافل میں سے نہیں ہے بلکہ اسکی حد متعین ہے۔

رہی بات کیفیت کی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چار رکعت پڑھتے تھے پس اسکی طوالت اور خوبی کا سوال مت کیجئے، تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ اگر اس جیسی کیفیت تراویح میں نہ پائی گئی تو رکعات میں اضافہ کرو یہ حدیث کا مطلب ہر گز نہیں ہے، کیفیت میں تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخفیف ثابت ہے، جیسے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں تین راتوں کا قیام کرایا اور پہلی رات ایک تہائی رات گذر جانے تک قیام کرایا[1]۔ الغرض اس حدیث سے تخفیف ثابت ہے، پہلی رات ایک تہائی حصہ تک تراویح پڑھائی، اور دوسری رات آدھی رات تک اور تیسری رات تین تہائی حصہ تک پڑھاتے رہے، آئے ذرا اس کا وقت کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں، امسال افطاری کا وقت پونے آٹھ بجے کے آس پاس کا ہے اور عشاء کی نماز تقریبا ساڑھے نو بجے سے شروع ہو گی اور سحری کا وقت تقریبا چار بجے سے کچھ پہلے کو اختتام ہوتا ہے، تو رات کو ساڑھے نو بجے سے صبح چار بجے تک ساڑھے چھ گھنٹے کا فاصلہ ہے اور ساڑھے چھ گھنٹے میں سحری کا کم از کم آدھے گھنٹے کا وقت نکال کر باقی چھ گھنٹے کا وقت بچتا ہے اور اس کو تین حصوں میں تقسیم کرنا ہے، تو اسکا ایک تہائی حصہ دو گھنٹہ بنتا ہے، تو الحمد للہ اہل حدیث کی نماز تراویح عدد میں بھی اور کیفیت میں

---

[1] - سنن أبي داود (1375)، سنن نسائی (1364)، سنن ابن ماجہ (1327)، مسند أحمد (21447)، صحیح ابن خزیمہ (2206)، وصححہ الألبانی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہیکہ بیس رکعت تراویح میں نہ تو نبوی عدد پائی جاتی ہے اور نہ ہی نبوی کیفیت، اور آٹھ رکعت تراویح میں تو الحمد للہ نبوی عدد کی پیروی تو ضرور پائی جاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، اور نبوی کیفیت بھی کسی حد تک پائی جاتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ اگر بیس رکعت تراویح میں وقت پونا گھنٹہ لگتا ہے تو آٹھ یا گیارہ رکعت مع وتر میں ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے اور اگر بیس رکعت میں آدھا گھنٹہ لگتا ہے تو آٹھ رکعت میں ایک گھنٹہ لگتا ہے، تو اس طرح الحمد للہ گیارہ رکعت تراویح مع وتر میں نبوی عدد اور کیفیت دونوں پائی جاتی ہیں، اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نماز فجر میں طوال المفصل، مغرب اور عشاء میں قصار المفصل، ظہر اور عصر میں اوساط المفصل والی سورتیں پڑھتے تھے[1]، آج کل اس طرح کی کیفیت ہماری نمازوں میں بہت کم پائی جاتی ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ رکعتوں میں اضافہ کیا جائے اور ایسا کوئی نہیں کہے گا، لیکن تراویح کے باب میں اگر نبوی کیفیت نہ پائی گئی تو رکعات میں اضافہ کرنا جائز ہے یہ تو ایک عجیب اور انتہائی پھسپھسی والی بات ہے، کہ میٹھا میٹھا واہ واہ کڑوا کڑوا تھو تھو، اور یہ بھی آپ نے پڑھا ہوگا کہ امام صاحب کو نماز میں مقتدیوں کا خیال بھی رکھنا ہوتا ہے، کیونکہ نماز میں عمر رسیدہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں، یا ایسے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو دن میں کام وکاج کی وجہ سے تھکاوٹ کے شکار ہوتے ہیں تو انہیں رات کو زیادہ دیر تک قیام کرنا مشکل ہوتا ہے اگر امام صاحب عشاء میں قرات لمبی کریگا تو یہ اس شخص کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے کا ایک سبب بنتا ہے اور جماعت سے نماز نہ پڑھنا معصیت ہے اسلئے امام کو مقتدیوں کا خیال بھی رکھنا چاہے، جیسے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "صلى معاذ بن جبل الأنصارى لأصحابه العشاء، فطول عليهم فانصرف رجل منا، فصلى فأخبر معاذ عنه فقال: إنه منافق فلما بلغ ذلك الرجل دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره ما قال معاذ، فقال له النبى صلى الله عليه وسلم: "أتريد أن تكون فتانا يا معاذ؟ إذا أممت الناس فاقرأ بالشمس وضحاها،

---

[1] ۔ سنن نسائی (982، 983)، مسند أحمد (10882).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسبح اسم ربک الأعلی، و اقرأ باسم ربک، و اللیل إذا یغشی"[1]. معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو عشاء کی نماز پڑھائی اور قرات لمبی کی، تو ہم میں سے ایک شخص واپس لوٹا اور الگ نماز پڑھی، اور جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دی گئی تو معاذ بن جبل نے فرمایا یہ شخص منافق ہے، اور جب یہ خبر اُس شخص کو پہنچی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور قصہ سنایا اور کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مجھے منافق کہا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے معاذ بن جبل کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے؟ اے معاذ بن جبل جب تو لوگوں کی امامت کرانا چاہیگا تو والشمس وضحاها اور سبح اسم ربک الأعلی اور اقرأ باسم ربک الذی خلق اور واللیل إذا یغشی والی سورتیں پڑھا کرو۔

خلاصہ کلام یہ ہیکہ احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھنا ہی ثابت ہے اور بیس رکعت تراویح پڑھنا کسی بھی صحیح مرفوع متصل اور مسند حدیث کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، اسلئے گیارہ رکعت تراویح مع وتر سنت رسول اور سنت خلفاء راشدین ہے۔

---

[1] - صحیح مسلم (465)، سنن نسائی (998)، سنن ابن ماجہ (986).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھٹا مبحث

علمائے احناف کی زبانی تراویح کی تعداد کا بیان۔

اب ایسے اقوال کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جن کی روشنی میں علمائے احناف کی عدالت سے تراویح کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے، جس سے یہ بات ثابت ہو جائیگی کہ حق بات کیا ہے اور مستقبل میں انصاف پسندوں کیلئے ان شاء اللہ اس نزاع کا قلع قمع ہو جائیگا کہ بعض تو بیس رکعت تراویح کو مسنون کہتے ہیں اور دوسرے حضرات گیارہ رکعت تراویح مع وتر کو سنت نبوی بتاتے ہیں.

۱: عن أبي جعفر محمد بن علي "أن صلاة النبي صلى الله عليه وسلم بالليل كانت ثلاث عشرة ركعة، منهنّ ثلاث ركعات الوتر و ركعتي الفجر"[۱]. امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی، آٹھ رکعت تراویح، تین وتر اور فجر کی دو سنت.

۲: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تیسرے بڑے شاگرد محمد بن الحسن الشیبانی جن پر فقہ حنفیہ کی غالب عمارت کھڑی ہے اپنی کتاب "الموطأ لامام محمد" "باب التراویح" میں گیارہ رکعت تراویح مع وتر والی متفق علیہ حدیث عائشہ نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں: "و بهذا نأخذ كله"[۲]، کہ ہمارا بھی اسی گیارہ رکعت مع وتر والی حدیث پر عمل ہے.

---

1 ۔مسند أبي حنیفہ بروایۃ الحصکفی (94).

2 ۔موطأ امام محمد ص (93).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳: امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی فرماتے ہیں کہ "سائب بن یزید سے مروی ہیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز تراویح گیارہ رکعت مع وتر پڑھائیں"[۱].

4: علامہ ابو محمد محمود بن احمد بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں "فإن قلت لم یبین فی الروایات المذکورة عدد الصلاة التی صلاها رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی تلک اللیالی، قلتُ رواه ابن خزیمة وابن حبان من حدیث جابر رضی الله عنہ قال : " صلی بنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم أوتر"[۲]. اگر تو یہ اعتراض کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی تین راتوں میں باجماعت جو نماز پڑھائی اس کی تعداد واضح نہیں ہے، تو میں جواب میں ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت کردہ حدیث بیان کرونگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رمضان میں آٹھ رکعت تراویح اور پھر وتر پڑھائیں".

۵: زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم حنفی نعمانی فرماتے ہیں کہ "و قد ثبت أن ذلک کان إحدی عشرة رکعةبالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشة رضی الله عنها فإذن یکون المسنون علی أصول مشائخنا ثمانیة منها و المستحب إثنا عشر"[۳]. اور ثابت یہی ہوا کہ تراویح گیارہ رکعت مع وتر ہے جیسے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے پس ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق آٹھ رکعت تراویح سنت ہے اور باقی بیس میں سے بارہ رکعت مستحب ہے.

---

[1] ۔شرح معانی الآثار (293/1)، (حدیث 1741)، باب الوتر.

[2] ۔عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (177/7)، کتاب التہجد، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلوۃ اللیل و النوافل من غیر ایجاب، طبعہ، احیاء التراث العربی بیروت.

[3] ۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق و منحہ الخالق و تکملہ الطوری (72/2)، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ التراویح، طبعہ، دار الکتاب الاسلامی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٦: علی بن محمد ملا قاری حنفی اور کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام فرماتے ہیں: "فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة ركعة بالوتر في جماعة فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم "[1]، کہ اس تمام بحث سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ قیام رمضان گیارہ رکعت مع وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا ہی سنت ہے جسکا اہتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہے.

اور ایک جگہ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھیں ہیں[2].

٧: حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں "لما ثبت أنه صلى بالجماعة إحدى عشرة ركعة بالوتر على سبيل التداعي ولم يجرها مجرى سائر النوافل "[3]، جب یہ بات ثابت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھائیں، تو پھر اس سنت سے انحراف یقینا سنت نبوی سے دائمی عداوت کی دلیل ہے.

ایک اور جگہ موصوف فرماتے ہیں "کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعتیں مع وتر باجماعت پڑھائیں ہیں، اور بیس رکعات والی روایات ضعیف ہیں[4].

8: عبید اللہ حنفی صاحب شرح الوقایہ رقمطراز ہیں: "نتیجہ یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح سنت ہیں اور بیس مستحب "[1].

---

1 ۔مرقاۃ شرح مشکوۃ (973/3)، باب قیام شھر رمضان، فتح القدیر شرح الھدایہ (468/1)، کتاب الصلوۃ، باب فصل في قيام شھر رمضان.

2 ۔عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری رکعات التراویح، ص(25).

3 ۔مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، (157/1)، کتاب الصلوۃ، باب فصل في التراويح، طبعہ، المکتبہ العصریہ، حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، (412/1)، باب فصل في التراويح، طبعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

4 ۔فتاوی شرنبلالی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۹: خلیل اُحمد سہارنپوری دیوبندی حنفی فرماتے ہیں: "آٹھ رکعت تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا تو بالاتفاق ہے اگر اختلاف ہے تو باقی بارہ رکعت میں ہے"[2].

سہارنپوری صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں "فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة ركعة بالوتر فعله رسول الله صلى الله عليع وسلم"[3]، کہ اس مسئلہ کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہیکہ قیام رمضان (تراویح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت گیارہ رکعت مع وتر ہی ثابت ہے.

۱۰: مشہور حنفی عالم امام طحاوی اور مولوی ابوالسعود حنفی اور مولوی احمد حموی نے بھی آٹھ رکعت تراویح کو سنت قرار دیا ہے فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح نہیں بلکہ آٹھ رکعت تراویح ہی پڑھیں ہیں"[4].

۱۱: مشہور حنفی عالم مولوی انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں: "لا مناص من تسليم أن تراويحه عليه الصلاة والسلام كانت ثمانية ركعات"[5]، کہ اس بات کو تسلیم کئے بغیر بھاگنے کی کوئی صورت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح آٹھ رکعت تراویح ہی تھی.

اسی صفحہ پر موصوف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ آٹھ رکعت تراویح ہی ثابت ہے اور بیس رکعت والی روایت ضعیف ہے اور اسکے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے[6].

---

1 -شرح الوقایہ (132/1)، طبعہ، زراقی لکھنو.

2 -براھین القاری (402/1).

3 - حاشیہ صحیح البخاری(154/1).

4 -شرح درالمختار، ص(296)، طبعہ، مصر، شرح کنزالد قائق، ص(565)، طبعہ مصر، شرح الاشباہ والنظائر.

5 -العرف الشذی شرح سنن الترمذی، (208/2)، کتاب الصوم، باب ماجاء في قیام شھر رمضان.

6 -مصدر سابق.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح موصوف اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحیح مرفوع حدیث میں تیرہ رکعتوں سے زیادہ نماز تراویح ثابت ہی نہیں ہے[1].

اور ایک جگہ رقمطراز ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ماہ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر کی جماعت کروائی تھی جیسا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے[2].

۱۲: مولانا ذکریا دیوبندی فرماتے ہیں کہ "لا شک فی أن تحدید التراویح فی عشرين ركعة لم يثبت مرفوعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطريق صحيح على أصول المحدثين و ما ورد من رواية ابن عباس رضی اللہ عنهما متكلّم فيها على أصولهم"[3]، یقینا محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعت تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا ثابت نہیں ہے اور ابن عباس والی روایت محدثین کے اصول کے مطابق مجروح یعنی ضعیف ہے.

۱۳: شیخ عبد الحق حنفی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "تحقیق آنست کہ صلاۃ آنحضرت در رمضان ھماں نماز معتاد بود یازدہ رکعت کہ دائم در تہجد مے گزارد"، تحقیق یہ ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں بھی وہی گیارہ رکعت تھی جو عام حالات میں ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے[4].

موصوف اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "و الصحيح ما روته عائشة رضی اللہ عنها أنہ صلی اللہ علیہ وسلم كان يصلی إحدى عشرة ركعة كما هو عادته فی قيام الليل"[1]، اور صحیح یہ ہیکہ جسکو حضرت عائشہ

---

[1] ۔فیض الباری شرح صحیح البخاری، (567/2)، کتاب التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ.

[2] ۔کشف الستر، ص(27).

[3] ۔اوجز المسالک شرح الموطا للامام مالک، (304/2).

[4] ۔مدارج النبوۃ، (400/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنھا نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت تراویح پڑھتے تھے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی قیام اللیل میں.

اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "تحقیق اور صحیح یہی ہیکہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں گیارہ رکعت تراویح ہی پڑھا کرتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ معروف ہے"[۲].

۱۴: بانی مذہب دیوبند مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "ویازدہ از فعل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکد از بیست"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو گیارہ رکعت ثابت ہیں وہ بیس رکعت سے زیادہ معتبر ہیں[۳].

اور ایک جگہ فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان میں لکھتے ہیں "جیسا کہ آج کل بیس رکعت تراویح کو سنت بتایا جارہا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں آپ کے حکم کے بموجب حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی حدیث پر عمل رہا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت مع وتر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے خوب واقف تھی[٤].

---

[1] ۔ما ثبت بالسنہ از دھلوی، ص(217).

[2] ۔مدارج النبوۃ،(465/1).

[3] ۔لطائف قاسمیہ، مکتوب سوئم، ص(18).

[4] ۔فتح سرّ المنّان فی تائید مذہب النعمان، ص(327)، والحق الصریح للقاسمی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۵: علامہ حموی حنفی فرماتے ہیں کہ "بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعتیں نہیں بلکہ آٹھ رکعت تراویح پڑھیں ہیں"[1].

۱۶: مولانا محمد احسن نانوتوی حنفی فرماتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی بیس رکعتیں نہیں بلکہ صرف آٹھ رکعتیں پڑھیں ہیں[2].

۱۷ : مولوی رشید احمد گنگوئی فرماتے ہیں کہ "بر اہل علم پوشیدہ نیست کہ قیام رمضان و قیام اللیل فی الواقع یک نماز است کہ در رمضان برائے تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کردہ شد و ہنوز عزیمت در اداشیں آخر شب است و در قیام اللیل فخر علیہ الصلاۃ والسلام چنانچہ ایاز دہ رکعت وکم ازاں ثابت شدہ اند سیز دہ رکعت سوائے سنت فجریم صحیحین موداند"، کسی بھی اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ قیام رمضان (تراویح) اور قیام اللیل در حقیقت ایک ہی چیز ہے رمضان میں صرف مسلمانوں کی سہولت کیلئے قیام شروع رات میں مقرر کیا گیا اور عام حالات میں برائے عزیمت آخری رات میں مقرر ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعت ہی قیام اللیل ثابت ہے بلکہ کم بھی ثابت ہے، تیرہ رکعت صبح کی دو سنتوں کے علاوہ بخاری و مسلم میں موجود ہیں[3].

۱۸: ابوالاعلی مودودی حنفی فرماتے ہیں کہ "تمام روایات جمع کرنے سے جو چیز حقیقت کے قریب تر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جماعت کے ساتھ رمضان میں جو نماز پڑھائی وہ

---

[1] -حاشیہ الاشتباہ، ص(9).

2-شرح کنزالدقائق، ص(265).

[3] -الحق الصریح فی اثبات التراویح، فارسی، ص(1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اول وقت میں تھی نہ کہ آخر وقت میں اور وہ آٹھ رکعات تھیں نہ کہ بیس رکعات، اگرچہ ایک روایت بیس رکعت کی بھی ہے مگر وہ آٹھ والی کی نسبت ضعیف ہے"[1].

۱۹: مولانا کفایت اللہ دیوبندی حنفی فرماتے ہیں کہ اکثر روایتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے[2].

۲۰: قاضی شمس الدین دیوبندی حنفی فرماتے ہیں کہ میرا یہ موقف ہیکہ مجھے نہ آٹھ رکعت کی سنت سے انکار ہے اور نہ عملاً اسکے ترک کو مستحسن سمجھتا ہوں اور نہ ہی حتی المقدور اسکو ترک کرتا ہوں اور نہ کسی کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ ترک کردے اور نہ ہی میری عادت جماعت حنفیہ آٹھ کی سنت کے منکر و تارک ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت سنت ہے، سنت ہے[3].

۲۱: علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں کہ دلیل کے لحاظ سے صرف آٹھ رکعت تراویح ہی سنت ہے اور باقی رکعتیں مستحب ہیں[4].

۲۲: مولانا احمد علی سھارنپوری حنفی فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث کی رو سے وتر سمیت نماز تراویح صرف گیارہ رکعتیں ہی ثابت ہیں[5].

۲۳: علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے تراویح گیارہ رکعتیں ایک ثابت شدہ حقیقت ہے[1].

---

[1] ۔رسائل ومسائل (167/2).

[2] ۔کفایت المفتی، (363/3).

[3] ۔القول الفصیح، ص(5).

[4] ۔ درالمختار المعروف فتاوی شامی، (495/1).

[5] ۔عین الھدایہ شرح الھدایہ، ص(562)، والمفاتیح الأسرار التراویح، ص(9).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۴: نفحات رشیدیہ میں لکھا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر سمیت تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی، نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں"[2].

۲۵: امداد الفتاح میں صاحب امداد الفتاح فرماتے ہیں کہ "قسم ہے اللہ تعالی کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے تراویح گیارہ رکعت مع وتر پڑھائیں"[3].

۲۶: علامہ نیموی حنفی نے "آثار السنن" میں "باب التراویح بثمان رکعات" اور اسکے ذیل میں سب سے پہلے حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا ذکر کی ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انکو بھی یہ تسلیم ہیکہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے ہے آگے چل کے لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت بلا وتر اور مع وتر گیارہ رکعت تراویح باسناد صحیح ثابت ہے[4].

خلاصہ کلام یہ ہیکہ علمائے احناف کی عدالت سے بھی آٹھ رکعت تراویح کا ہی ثبوت ملتا ہے، قارئین کرام فیصلہ آپ خود کریں کہ برصغیر ہند و پاک میں مقلدین حضرات کا بیس رکعت تراویح سنت ہونے کا فتوی دینا صحیح ہے یا غلط؟ احناف کے مشہور علماء اور مانے ہوئے اماموں کی تحریروں سے حوالہ جات مذکورہ بالا ثابت ہو چکا کہ آٹھ رکعات تراویح ہی سنت سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رمضان کی تین راتوں میں گیارہ رکعت مع وتر تراویح پڑھائی تھیں.

یہاں یہ سوال نہیں کہ زید، عمر، بکر، کا کیا مسلک ہے بلکہ سوال یہ ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوء حسنہ کیا ہے، سچے مسلمان ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوء حسنہ پیش نظر رکھتے ہیں ارشاد

---

1 ۔مصفی شرح موطأ، فارسی، (177/1)[مصفا].

2 ۔مسلک الختام (289/1).

3 ۔انوار المصابیح بجواب رکعات التراویح، ص(24).

4 ۔آثار السنن (51/2)، باب التراویح بثمان رکعات.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربانی ہے[لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا][1]، اس پر امت کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہی واجب اتباع اور قابل عمل ہے.

---

[1] ۔سورۃ الاحزاب، آیت:(21).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، وصلواته و سلامه على نبيه و مصطفاه، سيدنا محمد بن عبد الله وعلى آله و صحبه، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد .

آخر میں اپنے خالق حقیقی اور مالک حقیقی کا بہت شکر گزار اور احسان مند ہوں کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ جیسے حقیر طالب علم کو یہ چند اوراق (نماز تراویح صحیح اور ضعیف کے ترازو میں) کے متعلق دلائل کی روشنی میں تالیف کرنے کی توفیق عطاء فرمائی، اور اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اسکو خالص اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے، اور ہمیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور افراط و تفریط سے نکال کر صراط مستقیم پہ چلائے، اور میرے والدین کیلئیے یہ اُوراق صدقہ جاریہ کا باعث بنائے۔(آمین).

قارئین کرام اگر میں نے صحیح بات لکھی ہے تو یہ اللہ تعالی کا فضل واحسان ہے اور اگر خطاء ہوئی ہے تو یہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے، اور جنہیں کوئی خطاء نظر آئے ان سے گزارش ہے کہ ہمیں اس سے متنبہ کریں اور اللہ تعالی اسکا بہترین بدلہ دیگا۔

وصلّى الله وسلّم وبارك على نبينا محمد وعلى آله و صحبه من تبع هم بإحسان إلى يوم الدين .

وکتبہ:

ابو عائش جلال الدین بھرو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"